صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز سوموار مورخہ 12 جون 2017ء بمطابق 16 رمضان المبارک 1438 ہجری بعداز دوپہر دو بجکر چالیس منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر، اسد قیصر مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔

وَءَامِنُواْ بِمَآ أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوٓاْ أَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهِۦ ۖ وَلَا تَشْتَرُواْ بِـَٔايَـٰتِى ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّـٰىَ فَٱتَّقُونِo وَلَا تَلْبِسُواْ ٱلْحَقَّ بِٱلْبَـٰطِلِ وَتَكْتُمُواْ ٱلْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَo وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱرْكَعُواْ مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَo أَتَأْمُرُونَ ٱلنَّاسَ بِٱلْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ ٱلْكِتَـٰبَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَo وَٱسْتَعِينُواْ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى ٱلْخَـٰشِعِينَ۔

(ترجمہ): اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے نازل کی تصدیق کرتی ہے اس کی جو تمہارے پاس ہے اور تم ہی سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو اور میری آیتوں کو تھوڑی قیمت پر نہ بیچو اور مجھ ہی سے ڈرو۔ اور سچ میں جھوٹ نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ کیا لوگوں کو تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو پھر کیوں نہیں سمجھتے۔ اور صبر کرنے اور نماز پڑھنے سے مدد لیا کرو اور بے شک نماز مشکل ہے مگر ان پر جو عاجزی کرنے والے ہیں۔ وآخرُ الدعوَانا أنِ الحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: ایک منٹ جی، یہ چھٹی کی درخواستیں ہیں، سردار محمد ادریس ایم پی اے، 12 جون تا 15 جون 2017، عبدالکریم خان سپیشل اسسٹنٹ ٹو چیف منسٹر، 12 جون 2017، افتخار علی مشوانی، طفیل انجم، الحاج صالح محمد خان، گوہر نواز خان، میڈم انیسہ زیب طاہر خیلی، ضیاء اللہ آفریدی 12 جون تا 15 جون 2017، مشتاق غنی 12 جون 2017، منظور ہیں جی؟

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: ایک منٹ۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! اہم بات ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آج ہمیں بڑے لوگوں سے بحث کروانی ہے۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر صاحب!۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی، آج ووٹ والا نہیں ہے آج تو سپیچز ہیں، Madam! Quick, please۔

محترمہ نگہت اورکزئی: شکریہ۔ جناب سپیکر صاحب! چونکہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور ہمارا ابھی ظاہر ہے کہ اگلے دو تین سال جو ہوں گے تو وہ بجٹ جو ہے جون میں ہی آئے گا اور رمضان میں ہی آئے گا، پچھلے جو دو بجٹ تھے وہ بھی رمضان میں گزرے ہیں۔ جناب سپیکر! جب میں پولیس والوں کو دیکھتی ہوں، جب آپ کے سٹاف کو دیکھتی ہوں تو مجھے بہت زیادہ ترس آتا ہے کہ جب یہ بہت گرمی میں اوپر بیٹھے ہوتے ہیں اور رمضان کے مہینے میں پیاس کی شدت، بھوک تو نہیں لگتی لیکن پیاس کی شدت سے ان کی جو حالت ہوتی ہے وہ دیکھنے کے قابل ہوتی ہے اور پھر جو آپ کا سٹاف ہے، جو اسمبلی کا سٹاف ہے وہ دور دراز سے آتا ہے اور ان کا روزہ کبھی راستے میں افطار ہوتا ہے تو میری آپ سے یہ مودبانہ گزارش ہے کہ ابھی سیشن کو تھوڑے دن باقی رہ گئے ہیں، اگر سیشن کو صبح گیارہ بجے کر دیا جائے تو ہر بندہ اپنے گھر کو آسانی سے لوٹ سکتا ہے، اپنے بچوں کے ساتھ روزہ افطار کر سکتا ہے تو میری آپ سے یہ مودبانہ گزارش ہے کہ سیشن کو صبح گیارہ بجے شروع کیا جائے۔

جناب سپیکر: بالکل، یہ پارلیمانی لیڈرز سے ہم بات کرلیں گے کہ اگر وہ اس پر Agree ہیں تو میرا کوئی ایشو نہیں ہے۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: محترم سپیکر صاحب! ایک بات کرنی تھی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی نلوٹھا صاحب، Please quick، پھر وہ روٹین بجٹ ڈسکشن ہوگی، نلوٹھا صاحب! پلیز۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جی شکریہ۔ جناب سپیکر صاحب! میں کوئی لمبی بات، آپ کا وقت ضائع نہیں کرونگا نہ ایوان کا وقت ضائع کرونگا۔ جناب سپیکر! کل ہری پور ہزارہ کے ایک نامور صحافی بخشیش الہیٰ کو بے دردی سے قتل کیا گیا، ابھی تک کوئی ملزم گرفتار نہیں ہوا، میری یہ درخواست ہے حکومت سے کہ فی الفور اس صحافی کے جو قاتل ہیں انہیں گرفتار کیا جائے اور انہیں قرار واقعی سزا بھی دی جائے اور ساتھ یہ درخواست ہے کہ اس کی مغفرت کیلئے دعا بھی کی جائے اور ساتھ ہی سردار ادریس صاحب ہمارے کولیگ ہیں، ان کے والد صاحب آج وفات پا گئے ہیں ان کیلئے بھی دعائے مغفرت فرمائیں۔

جناب سپیکر: ایک تو یہ کہ سردار ادریس کے والد صاحب وفات پا گئے ہیں، ان کیلئے دعا، ڈاکٹر امجد! ابھی آپ ہمیں نظر آئے، آپ دعا کرلیں پلیز۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب پلیز! آپ اس ایشو پر ایک دو منٹ بات کرلیں، اکبر ایوب صاحب! آپ بات کرلیں گے، اکبر ایوب صاحب بات کرتے ہیں۔

جناب اکبر ایوب خان (مشیر مواصلات و تعمیرات): شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح سردار اورنگزیب خان نے کہا ہے، بہت ہی بیدردی کے ساتھ، ہمارا اینگ بھائی تھا، بلکہ میرے بہت ہی کلوز تھا، میرے ساتھ ہر وقت ہوتا تھا، فوٹوگرافر تھا، لکھتا بھی تھا اس کو قتل کیا گیا ہے، میری کل ڈی پی او صاحب سے اس سلسلے میں تفصیلی بات ہوئی ہے انہوں نے یقین بھی دلایا ہے کہ ان شاء اللہ ایک دو دن کے اندر ہم اس کا، جناب سپیکر! جیسے ہی وہ گھر سے باہر نکلا، کوئی موٹر بائیک پر آیا ہے اور اس نے اس کو کراچی سٹائل میں ٹارگٹ کلنگ کی ہے، تو فی الحال گمنام ہے لیکن پولیس اپنی پوری کوشش کر رہی ہے، ان شاء اللہ بہت جلد اس کا پتہ چل جائے گا۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات ایوان کی کارروائی سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: آپ میڈیا کے لوگوں کے پیچھے جائیں اوران کو لیکر آئیں، جی میڈم نجمہ شاہین۔

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 2017-18 پر عمومی بحث

محترمہ نجمہ شاہین: شکریہ۔ جناب سپیکر صاحب! میں آپ کی بہت مشکور ہوں کہ آپ نے آج مجھے موقع دے دیا اور خواتین کی طرف خاص توجہ دی۔ جناب سپیکر صاحب! ہمیشہ کی طرح اس سال، اس آخری سال میں بھی خواتین کو فنڈ کے لحاظ سے ایک سائیڈ پر کر دیا گیا ہے، حالانکہ خواتین کی کارکردگی جو ہے وہ پچھلے اگر چار سالوں کو دیکھا جائے تو پارلیمانی لحاظ سے ٹاپ پر رہی ہے لیکن ان کو بالکل ہی دیوار کے ساتھ لگا دیا گیا ہے، میری تجویز ہے کہ خواتین کو بھی مردوں کے برابر حصے دیئے جائیں، فنڈ میں ان کو برابر شامل کیا جائے، ویسے تو یہ بجٹ جو ہے، بیرونی قرضہ کی مد سے تیار کیا گیا ہے اوراس میں عوام کو کوئی بھی ریلیف نہیں دی گئی، یہ بجٹ زبانی جمع خرچ کا مجموعہ ہے۔ جناب سپیکر صاحب! جیسا کہ سب کو معلوم ہے، ہمارا پورا صوبہ جو ہے وہ سونا اگل رہا ہے اور اسی بجٹ سپیچ میں صفحہ نمبر 33 پر بتایا گیا ہے کہ جنوبی اضلاع میں تیل و گیس کی رائیلٹی کی مد میں پچیس، تیس ارب سالانہ دستیاب ہو رہے ہیں اور انہی اضلاع کرک، شکردرہ، کوہاٹ کے لوگ جو ہیں وہ پانی کی شدید قلت کا شکار ہیں، بہت افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ موجودہ حکومت مرکز سے تو 70 percent رائیلٹی کا مطالبہ کرتی ہے لیکن 30 percent جو صوبہ کو دیا جارہا ہے، تو اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہے، چار سالوں کا رائیلٹی فنڈ کہاں استعمال ہوا اور کہاں ہو رہا ہے؟ جب کہ انہی اضلاع کے لوگ جو ہیں، جہاں سے یہ اربوں کے حساب سے رائیلٹی فنڈ وصول ہو رہا ہے، وہاں کے لوگ پانی کو ترس رہے ہیں اور وہاں کے ہاسپٹل کی حالت ایسی بری ہے کہ کوئی کسی قسم کی مشینری وہاں دستیاب نہیں ہے اور یہی لوگ دو دو، تین تین گھنٹے کا سفر کر کے جب اپنے مریضوں کو ڈی ایچ کیو کوہاٹ پہنچاتے ہیں تو مشینری نہ ہونے کے باعث پشاور ریفر کر دیئے جاتے ہیں، اسی بجٹ تقریر میں صفحہ نمبر 11 پر ڈسٹرکٹ ہسپتالوں کو جدید آلات اور مشینری کی فراہمی کا ذکر کیا گیا، جبکہ کوہاٹ چلڈرن اینڈ وومن ہسپتال میں ابھی نرسری موجود نہیں ہے اور میرے مسلسل چار سال سے کوشش کے باوجود ابھی تک کوئی عمل درآمد نہیں ہوا، کل سی ایم صاحب نے یہاں ایک بات کی کہ 14 ارب ہمیں نئی مشینری کیلئے چاہئیں تو ایک سال کا رائیلٹی فنڈ اگر 25/30 ارب روپے بنتا ہے تو کیا اگر اس کو ایمانداری کے ساتھ لگایا جائے تو ہاسپٹل یا صوبے کی حالت بہتر نہیں ہو سکتی؟ جناب سپیکر صاحب! میری تجویز ہے کہ اس آخری

سال 2017-18ء پر عملی طور پر کام کیا جائے، نہ کہ زبانی جمع خرچ کیا جائے۔ جناب سپیکر صاحب! سکولوں کے بارے میں منسٹر صاحب نے فگرز بھی بتائے ہیں کہ بہت بچے جو ہیں وہ پرائیویٹ سکولوں سے سرکاری سکولوں میں جارہے ہیں، بالکل اس میں کوئی شک نہیں ہے، بچے انرول ہوکر سکولوں میں جارہے ہیں، اس کی ایک مثال میں آپ کو دیتی ہوں، پچھلے تین سالوں میں، تین سال پہلے یہیں پر میں نے اپنی بچی کا گورنمنٹ سکول میں ایڈمشن کروایا، تین سال گزرنے کے باوجود وہ بچی اب تک سیٹ نہیں ہو سکی، کیونکہ میٹرک میں وہ بچی پہنچ گئی ہے لیکن بیٹھنے کیلئے بنچ نہیں ہے، بھیڑ بکریوں کی طرح ڈیڑھ ڈیڑھ سو طالبات کو کلاسوں میں ڈالا گیا ہے، جب کہ یہاں پر بتایا جارہا ہے کہ 14 لاکھ بچوں کیلئے فرنیچر کا ذکر کیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود یہ حال ہے کہ بچے وہاں سے متنفر ہوگئے ہیں، کیونکہ پرائیویٹ سکولوں کا جو ریکارڈ ہے وہ آپ کے سامنے ہے، وہاں پر لوگ جب سرکاری سکولوں میں جاتے ہیں تو وہاں ان کو وہ سیلری بھی نہیں ملتی، جس کا ذکر بار بار کیا جاتا ہے، جناب سپیکر صاحب! میری یہ تجویز ہے کہ یہی رائیلٹی فنڈ استعمال کیا جائے انہی ضلعوں کیلئے تو بہت بہتری لائی جاسکتی ہے اور اس کے علاوہ، پچھلے بجٹ کی تنخواہیں جو ہیں۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ۔ میڈم! بس وائنڈ اپ کر لیں پلیز، آج چیف منسٹر صاحب نے بھی بات کرنی ہے اور فنانس منسٹر نے بھی، ٹائم پر ختم کریں پلیز۔ معراج ہمایون پلیز!

<u>Ms: Meraj Humayun Khan:</u> Honourable Speaker Sahib, thank you for giving me an opportunity to participate in the debate on the budget of 2017-18. In deed it an honour for me to get valuable opportunity to express my appreciation of the overall content of budget in priorities for development fixed there in. This is an historical moment in the history of the Province as we are all set to start a massive development program through the agreed Khyber Pakhtunkhwa China Economic Plan, a 26 billion dollar program comprising of 82 projects. Our honourable Chief Minister and his competent team of cabinet members deserve our undiluted appreciation and congratulations. We all look forward to a very vibrant year ahead, but as we celebrate our success. Sir! I would like to request honourable Chief Minister, honourable Chief Minister please! Nighat sahiba please! Honourable Chief Minister, I would like to request as we celebrate our success, I would like to request honourable Chief Minister to please ensure that women are not ignored in this massive endeavor to positively change the lives of our people. Without inclusion of women success of the

Programme the success of the programme will always be questionable. In every agreement Sir, that the government signs there should be a commitment to include girls' education, female and children hospital and vocational training centers to enable women to get employment in the different schemes. Mr. Speaker! The budget once again clearly expresses our government's resolve and commitment to human resource development and protection of human rights in every possible way. That is why education is placed at the head of the development programme as it is a basic and fundamental right of a person and the most crucial element in the development of a society. The increase in the budgetary allocation and the selection of core expenditure heads show the awareness and sensitivity of the department to the genuine current needs in the sector. To set up over 410 new schools and convert 100 maktab schools to full fledged primary schools, upgrade 100 primary to middle, 100 middle to secondary and same number secondary schools to higher secondary schools is a big jump from the past when there was a usual increase of only 100 schools per year. With this kind of attention to the needs of the sector, the department will soon be able to bring all the children in to mainstream public education. It is also commendable Mr. Speaker that for the first time the department intends to conduct a door to door survey to determine the exact numbers of children who are still not going to school, because opposition keeps on saying 25 lacs are out of school, though we will find out exactly how many children are still out of schools. Mr. Speaker! The higher education side, though it also shows more investment and good targets yet I feel the pace is a bit slow. We need to provide convenient access to all those students who graduate from higher secondary schools whether public or private. Sir, health is another crucial need of the population. Only a healthy nation can build strong institutions and systems which lead to building up of great civilizations such as the Indus valley civilization of the past of which we are so rightly proud. Improved medical system has been the hallmark of our government and this budget ensures further strengthening of health services so as to reach out to maximum populations. Sir, we no longer face the embarrassment of being referred to as the exporter of polio virus. This is because of our correct policies in eliminating

this dangerous virus. Similarly other important sectors, infrastructure development, housing, urban development, local government etc.

<u>جناب سپیکر:</u> میڈم! آپ باقاعدہ ریڈنگ کر رہی ہیں، رولز کے مطابق آپ نہیں کر سکتیں، یہ آپ رول 220 پڑھ لیں تو آپ اس کے مطابق جو ہے نا، آپ باقاعدہ صرف ریفرنس کے طور پر تو Hints دے سکتی ہیں لیکن آپ Regularly اس کو نہیں کر سکتیں۔

<u>Ms: Meraj Humayun Khan</u>: Okay, okay. Sir, ji, there are improvements in the other sectors also.

<u>جناب سپیکر:</u> نہیں، میں نے اس کے رول کا حوالہ دیا ہے، میں نے کہا ہے کہ میں اس کو دیکھ لوں نا جی۔

<u>Ms: Meraj Humayun Khan</u>: ډیر ښه جی خیر دے All other sectors especially the emphasis on tourism and cultural preservation and protection for the first time that is getting a lot of attention. تو اس کی وجہ سے young people are busy now they are engaged creatively and our tourism industry has got a big boost specially the local tourism has got a bigger boost. Sir, no matter how balance our budget is, no matter how much the government tries to make a balance budget, there are always some gaps and some weaknesses left which if they are not pointed out, they can upset, they can disturb the progress of the development. So, in this case also like in the past budgets, women have been ignored. If you look carefully at the budget, honourable minister of finance never mentioned women anywhere, the government has not acknowledged that women form 50% of the population and they are contributing to the Labour whether it is in the formal sector or in the formal sector that needs to be recognized. Women also on them depends humanity for all reproductive activities, we are nurses, we are doctors, we are teachers, we are engineers, we are politicians and we are voters so that fact has to be incorporated in to the budget. Sir, the budget does not mention strengthening of the KP commission on the status of women, nor does it mention the KP women chamber of commerce, there is no strengthening for these, nor is there a strengthening program or capacity development program for young political leaders, political workers so as to buildup political leadership for the future. These gaps need to be recognized. Despite the Women Parliamentary Caucus repeated requests to the

Minister, to the department, they have been asking that there should be a separate directorate or the women cell in the department should be upgraded to a women cell so that the women empowerment policy can be implemented, sir, that has been ignored by, Mr. Speaker sahib, no attention has been given to that. Sir, just like the education department has realized that without giving facilities in these institutions like washrooms and the boundary wall, similarly the government should realize and they should have realized that without giving facilities in the public sector offices, women involvement and participation in decision making will always remain a dream. We need washrooms, we need day care centers, and we need transport facilities to encourage women to come out to the public sector services. Sir, once again I congratulate the government, they have done a great job in these difficult times to come up with the balance budget but on the part of the women.

جناب سپیکر: شکریہ۔ میڈم! پلیز وائنڈ اپ کر لیں۔

Ms: Meraj Humayun Khan: I request Chief Minister Sahib to incorporate my concerns please. Thank you.

جناب سپیکر: صاحبزادہ ثناء اللہ پلیز!

صاحبزادہ ثناء اللہ: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ رَبِّ اشرَح لِی صَدرِی O وَیَسِّر لِیٓ أَمرِی O وَاحلُل عُقدَةً مِّن لِّسَانِی O یَفقَهُوا قَولِی۔ شکریه۔ جناب سپیکر صاحب! چې تاسو ماته په بجټ باندې د بحث کولو موقع راکړه، کله چې یوسفؑ د جیل نه راااوتو او عزیز مصر ته دا پته اولګیده چې دا ډیر د کار کس دے او د ده نه دې وطن ته او دې علاقې ته څه فائده ملاویدې شی، نو عزیز مصر ورته اووئیل چې یوسفؑ وایه څه درله درکړم، دا په دیارلسمه سپاره کښې آیت نمبر 55 دے، هغه ووئیل (قَالَ اجعَلنِی عَلَیٰ خَزَآئِنِ الأَرضِ إِنِّی حَفِیظٌ عَلِیمٌ) ووئیل ئے چې ماته د خزانې اختیار راکړه او چې د خزانې اختیار راله راکړې نو زه په دې باندې پوهیږم او زه حفیظ هم یم، زه حفاظت هم کولې شم نو بیا وخت ثابته کړه چې کله هغه له د خزانې اختیار ورکړې شو نو واقعی هغه دنیا ته اوخودله چې په ټوله دنیا کښې قحط راغلو او مشکلات جوړ شو او صرف دغه د هغه په تدبر د هغه د پوهې او د حفاظت وجه باندې هغه نور وطن ته بیا غلې لیږلې نو زما صرف دا

عرض دے چې زمونږ کوم وزیر خزانه صاحب دے او دا کوم بجټ ئے پیش کړے دے نو زه دا وایم چې دې نه حفیظ دے او نه علیم دے، دا ځکه که دې حفیظ وے، حفاظت کونکې وے نو درې خبرې زه صرف کوم، دا یو کاپی مونږ سره د ریلیزز ماسره ده چې د 17-2016 کوم بجټ پاس شوے وو، کوم ایلوکیشن شوے وو، خلقو ته دا د بجټ کاپئ، دا ایلوکیشن، د ریلیزز کاپئ ما سره دی جی، دا اے ډی پی نمبر 1020، 1508، 38۔دا نمبر ئے دے، 39 نمبر دے۔ ایلوکیشن په دې کښې پانچ بلین دے، چونکه دا د ده د حلقې او دغه طرف سکیمونه دی نو هغه ته 186 ملین ریلیز شوی دی، لکه زما عرض دا دے، زه محترم سی ایم صاحب ناست دے او زمونږ نور ټول مشران ناست دی، زه هغوی ته وایم، دا درخواست کوم، دا لړې ورځې پاتے دی، پکار ده چې دا د خزانې دا وزارت خو کم از کم د ده نه واخلی، ځکه چې دا دغه نه دے پاتے شوے او دوئمه خبره زه دا کوم چې کله وزیر خزانه صاحب تیر شوے بجټ پیش کړے وو نو د 174 ملین بجټ، 174 ارب بجټ پیش شوے وو خو دا بل ځائے چې کوم ضمنی بجټ رااوړو نو 47ارب روپئ په هغې کښې چینج راغلې وو نو زه وایم چې علم ئے هم نه لری او حفیظ هم نه دے او که حفیظ ئے وئ نو د خیبر بینک دا لوئے سکینډل به په ده نه راتلو نو زما دوئ ته درخواست دے، حکومت د پی ټی آئی دے، خدائے ګو (تالیاں) چې بدنامه وی یئ، ګنی الله ګواه دے چې دوئ، دا زه وایم چې د پی ټی آئی زبردست حکومت اوچلولو، د خپل وس مطابق کوشش ئے کړے دے خو خزانه ئے چې ده کنه، نو خزانه ئے لیک ده۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> آپ کوشش کریں کہ بجٹ کے اوپر آپ کا فوکس رہے پلیز، بجٹ کے اوپر، تجاویز کے اوپر۔

<u>صاحبزادہ ثناءاللہ:</u> زما جی، دا درخواست دے۔ جناب سپیکر صاحب! او زه دا وایم چې په کالجونو او هسپتالونو کښې تقریباً د څو کالو نه جماتونه خالی پراته دی، پیش امام ئے نشته دے، زما دا خیال وو چې د خزانې وزارت د دې مذهبی جماعت سره دے نو دا کم از کم د پیش امام به تیر شوی په دې کال کښې بجټ کښې به دا د هغې سینکشن ورکړی، لکه ماته د خپلې حلقې جماتونه معلوم دی، په سکول کښې په هسپتال کښې جمات جوړ دے، پیش امام پکښې نشته دے، کالج جوړ دے، کامرس کالج جوړ دے، جمات شته خو امام پکښې نشته دے،

ډګری کالج جوړ شوے دے نو زما عرض دا دے، زما په حلقه کښې څلور سرکاری عمارتونه جوړ دی چې جماتونه پکښې شته خو پيش امامان پکښې نشته دے، نو پکار خو دا وه، چونکه دا مذهبی خلق وو، نو کم از کم د پيش امامانو دا پوسټونو خو Sanction به ئے ورکړے وے، که دوئ د خپلو ايډيشنل، سرکال ايډيشنل پوسټونه ورکړے شوی دی په هسپتالونو کښې ماسوا زما د حلقې نه، د نورو خو راته پته نشته خو زما په حلقه کښې ئے يو پوسټ نه دے ورکړے، نو زما عرض دا دے، درخوست مو دا دے چې دا بے انصافی دې دا ورونړه نه کوی زمونږ سره، ځکه چې په ورځ د قيامت به الله له بيا جواب ورکوی۔ جناب سپيکر صاحب! زه تعليم طرف ته راځم چې دا د هر وطن د علم نه بغير چليدې نه شی، نو زه دې حکومت ته په دې باندې داد ورکوم، وزير تعليم صاحب ته او د هغې ټول Management ته، زه داد ورکوم چې د استاذانو کمې تقريباً په سکولونو کښې پوره شوے دے، خو زما يو درخواست پکښې خامخا شامل دے چې اوس د هغې نه کار اخستل، دا د محکمې کار دے چې د هغې نه بهتر کار واخلی، چې کومې حاضرئ يقينی شوی دی، مونږ دا نه وايو، ډيره حده پورې چې په کوم ځائے کښې کمې دے، نو پکار ده چې د هغه کمی نشاندهی که هغه اپوزيشن کوی او که هغه هر څوک کوی، دا تنقيد برائے تعمير، دا پکار دے، داد دا زمونږه حق دے او په هغې کښې زما د اين ټی ايس په باره کښې ملګری خبره کوی، زما يو درخواست مخکښې هم دلته کړے وو، دلته فلور باندې زما سره منسټر صاحب وعده کړے وه او هغه دا وه چې زمونږ په دې څنو پسمانده ضلعې چې کومې دی، په اين ټی ايس کښې دوئ کومه شرح مقرر کړے وه، د چاليس فيصد د نمبرو مائيل چې په هغې کښې دا دا رولز لږ ريليکس کړی، که دا 33 پرسنټ ته راولی او کوم کسان چې په اين ټی ايس کښې د 33 پرسنټ پورې مارکس، هغه ئے اخستی دی او هغه بهرتی شی نو دا به ډيره زياته بهتره خبره وی، ځکه چې زما خپل، زما خپله حلقه کښې تقريباً پوره پوره يونين کونسلې داسې دی چې په هغې کښې د نارينه او د زنانه دواړه پوسټونه خالی پاتې شو، مونږه چې اوس بل اين ټی ايس ته انتظار کوؤ، نو په دې کښې به يو کال لګی نو زما دا درخواست دے چې که په دې خبره باندې زمونږه منسټر صاحب، بل دا کوم ښه اقدام ئے چې شروع کړے دے، نو

هغه د ایډیشنل رومز دے چې کوم ایډیشنل رومز چې هغه به مخکښې په 35 لاکھ او په 40 لاکھ روپئ باندې به یو کمره جوړیده، نن د پی ټی سی په زریعه باندې هغه په پنځو لکھو نه تر اتو لکھو روپو پورې په دې Tenure کښې جوړې شوې او دا هم درته وایم چې د مخکښې نه ګورې ښه جوړې شوی دی، زه خپله سکولونو ته ځمه، ما کتلی دی نو زه په هغې باندې هغوی ته داد ورکوم خو د هغې سره مو یو درخواست دا دے چې دا کومې کمرې دوئ ورکوی نو که دا په دې بنیاد ورکړے شی، نه چې سیاسی بنیادونو باندې وی چې هغه په Enrolment باندې ورکړے شی یا تعداد باندې ورکړے شی نو هغه به ډیره بهتره وی، ځکه چې زه نور نه یم خبر، زه دا وایم چې په خیبر پختونخوا کښې زمونږه یو ضلع دیر بالا هم شامل ده۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ۔

<u>صاحبزادہ ثناءاللہ:</u> جناب سپیکر صاحب! زما یو درې۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> پلیزوائنڈاپ۔

<u>صاحبزادہ ثناءاللہ:</u> نو زما عرض دا دے، دا دیر بالا کښې چې زما کومه حلقه ده، د PK-93 خلق ځی وطن له څه رااوړی او زه وزیر خزانه صاحب ته دا درخواست کوم چې وزیر خزانه صاحب تا د 2015 په الیکشن کښې کوم اعلانات کړی وو ته راغلې وی او د خلقو سره دې وعدې کړے وے، تا خپله وعده تر ننه پورې پوره نه کړه، حکومت دې ختم شو او خپلې وعدې په هغه ضمنی الیکشن کښې چې دې کومې کړے وی، هغه دې نه دی پوره کړی، مهربانی اوکړه، حضورنبی پاکﷺ څوک چې وعده ماتوی، هغه زما نه نه دے، هسې نه چې د امت نه اوځې، په دې باندې به بیا خفه کیږم، جناب سپیکر صاحب! یو درخواست مو بل دے او هغه وزیر تعلیم صاحب ته چې زما په حلقه کښې سکولونه دی، مونږ ایم پی اے سه دی، مسجد، پرائمری سکول یا مکتب پرائمری سکول یو کم پنځوس سکولونه دی چې د هغې Enrolment د 100 نه د یو سکول هم کم نه دے او هغه ماشومان او ماشومانې جینکئ په هغې کښې سبق وائی چې لس کلومیټره او اته کلومیټره او اووه کلومیټره ترینه سکولونه لرې وو، ما، وزیر اعلیٰ صاحب مهربانی کړے ده او په سپیشل پیکج کښې ئے چې کومې پیسې مونږ ته راکړے دی، ما یو کروړ

روپئ د هغې نه هغه ایم پی اے ته ایخودی دی خو چې یو کم پنځوس سکولونه په یو کروړ روپئ نه جوړیږی نو زما دا درخواست دے که ما سره په دې کښې دا جناب سپیکر صاحب! که ماته این او سی هم راکړی نو زه به کچکول واخلم او د دغې خپلې حلقې د پاره به تر اسلام آباده پورې په دې ټوله دنیا کښې به اوګرځم، سوال به ورله اوکړم، دا کمرې به پرې جوړې کړم چې ماته دا یو مهربانی اوکړی چې این او سی راته راکړی چې په دې ایم پی اے کښې مونږه کمرې جوړې کړو ځکه چې ما سره دلته دا فائل موجود دے، س ډی ایل ډی یو پراجیکټ دے، دومره ظلم زمونږ سره په دیر کښې کیږی-----

Mr. Speaker: Conclude, please.

صاحبزاده ثناءاللہ: جناب سپیکر صاحب! سی ډی ایل ډی یو پراجیکټ دے، دوه کمرې ئے په سکول کښې منظور کړی دی خو د هغه ځائے ډسټرکټ ایجوکیشن آفیسر این او سی مونږ ته نه راکوی چې مونږ په هغې کښې کمرې جوړې کړو، هغوی منظور کړی دی او هغه مونږ ته این او سی نه راکوی نو زما درخواست منسټر صاحب ته دا دے چې مهربانی دې اوکړی چې د دغې د پاره مونږ ته اجازت راکړی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

صاحبزاده ثناءاللہ: سپیکر صاحب! یو خبره کوم، زه د صحت باره کښې-----

جناب سپیکر: اچھا۔ بس دو منٹ میں، دو منٹ میں ختم کردیں۔ Only two minutes۔

صاحبزاده ثناءاللہ: بل جناب سپیکر صاحب! د صحت طرف ته راځم، منسټر صاحب خو نشته خو د هغوی په غیر موجودګئ کښې هغوی ته مبارکباد ورکوم چې د ډاکټرانو کمې ئے پوره کړے دے ځکه چې اولنی سپیچ کښې چې کله زه دلته راغلې ووم، په 2015 کښې نو ما دا وئیلی وو چې زما په پوره کیټیګری ډی هسپتال کښې دوه ډاکټران وو، نن الحمدللہ هلته دوئشت ډاکټران کار کوی خو چونکه موجود نشته خو چې Concerned څوک موجود وی دلته نو هغوی ته دا یو درخواست مو دے چې یو دوه درې ډاکټران ترینه اوس ټرانسفر شوی دی نو زما دا خیال دے چې کوم هغه ډاکټران چې په کوم ځائے کښې اپوائنټ شوی دی نو مهربانی دې اوکړی، کم از کم هغه دې نه ټرانسفر کوی ځکه چې دا، جناب

سپیکر صاحب! د هغې فائده دومره شوې ده، په 2015 کښې د 200 نه واخله تر 250 پورې او پي ډي وه او هغه بله ورځ زه هسپتال ته تلې ووم او ما چې کله ریکارډ چیک کړو، جناب سپیکر صاحب!۔۔۔۔

Mr. Speaker: Conclude, please.

صاحبزادہ ثناءاللہ: 800 ته او پي ډي رشیدلې ده، 800 ته او پي ډي رشیدلې ده، جناب سپیکر صاحب! دا یو ښه اقدام دے، ښه کار شوے دے نو زما دا خیال دے او درخواست مو دا دے، سی ایم صاحب ناست دے، د سی ایم صاحب توجو غواړم، یاسین خلیل صاحب! ته درخواست دے، که سی ایم صاحب! که سی ایم صاحب! لږ۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی بات کریں، وہ سن رہے ہیں۔ یاسین صاحب! آپ بیٹھ جائیں پلیز۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: سی ایم صاحب ته مو درخواست دے چې زما کوم هسپتال دے چې د هغې او پي ډي اته سوه ده نو مهربانی د او پي ډي اوکړی، هغه د او پي ډي راته اپ گریډ کړی، دا د او پي ډي راته اپ گریډ کړی۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میرے خیال میں، دیکھیں، آپ بجٹ پر بات کریں، ٹائم آپ کا ختم ہو گیا ہے۔ Next میں۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: جناب سپیکر صاحب! بلدیاتو ته راځم، بلدیاتو باندې یو دوه خبرې کوم۔۔۔۔

جناب سپیکر: بس آپ نے بڑی، جی بنگش صاحب! ضیاء اللہ بنگش پلیز، دوسرے لوگوں کو بھی موقع دیں۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: جناب سپیکر صاحب! په بلدیاتو باندې یو خبره کوم بیا ئے ختم کړئ۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ضیاء اللہ بنگش۔

جناب ضیاء اللہ بنگش: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے موقع دیا۔ میں اپنے معزز وزراء کی اور ایوان کی توجہ اپنی طرف چاہوں گا، میں ایک اہم مسئلے کی طرف جو اس بجٹ میں Reflect کیا گیا ہے۔ میں اپنے حلقے کے حوالے سے بات کروں گا، باقی ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے بات نہیں کروں گا، میں محکمہ صحت کے حوالے سے بات کروں گا۔ جناب سپیکر! اس بجٹ میں ہمارے

جتنے ڈیپارٹمنٹس ہیں، ماشاءاللہ وہ اپنے وسائل میں رہ کر بہت اچھے طریقے سے کام کر رہے ہیں اور محکمہ صحت بھی اس میں شامل ہے۔ جناب سپیکر! ایک ہمارے کوہاٹ میں لیاقت میموریل ہاسپٹل جو وومن اینڈ چلڈرن ہاسپٹل کے نام سے بھی مشہور ہے اور جو 1952ء میں بنا تھا، 160 بیڈ کا اور اس کی معیاد جو ہے وہ سی این ڈی ڈبلیو کے مطابق وہ اس کی معیاد پوری ہو چکی ہے اور اس کی بلڈنگ جو ہے، اس کیلئے 2015ء میں محکمہ صحت اور یو این ایچ سی آر جو یو این ایجنسیز ہیں، یو این ایچ سی آر نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ یہ جو بلڈنگ، میں بتا تا چلوں کہ وہاں پر مقامی آبادی کے ساتھ ساتھ کوہاٹ میں افغان ریفوجیز بھی ہیں اور اس ہاسپٹل پر ان کا بھی بہت زیادہ، وہ لوگ استعمال کر رہے ہیں، اس کے علاوہ آئی ڈی پیز بہت زیادہ آ رہے ہیں۔ جناب سپیکر! 2015ء میں 'راہا' یو این ایچ سی آر نے 'راہا' ایک پراجیکٹ کے ذریعے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس ہاسپیٹل میں چونکہ افغان ریفوجیز بھی ہیں تو 'راہا' پراجیکٹ کے ذریعے ہم اس ہاسپیٹل کو دوبارہ Reconstruction کیلئے محکمہ صحت کے ساتھ مل کر ساڑھے 12 کروڑ روپے ہم اس پراجیکٹ کو دیں گے، جس کیلئے Letter of intent محکمہ صحت اور یو این ایچ سی آر کے بیچ یہ سائن ہوا، سی ایم ہاؤس میں اور اس میں یہ کمٹمنٹ کی گئی، یو این ایچ سی آر کی طرف سے کہ یو این ایچ سی آر جتنی بھی اس پراجیکٹ کے حوالے سے ڈیٹیل پلاننگ ہو گی، پلان بنایا جائے گا یا پی سی ون بنایا جائے گا اور وہ یو این ایچ سی آر کی ذمہ داری ہو گی اور اس پراجیکٹ کیلئے ساڑھے 12 کروڑ روپے یہ بھی یو این ایچ سی آر فراہم کرے گا، محکمہ صحت کی طرف سے یہ کمٹمنٹ کی گئی کہ اس پراجیکٹ کو صوبائی اے ڈی پی میں شامل کیا جائے گا اور جتنی بھی ٹیکنیکل فیسلٹیز فراہم کی جائیں گی محکمہ صحت اس کا ذمہ دار ہو گا۔ جناب سپیکر! محکمہ صحت نے اپنی ذمہ داریاں پوری کیں اور یو این ایچ سی آر نے اس کیلئے کنسلٹنٹ ہائر کئے، نیسپا کو ہائر کیا اور پورے ایک سال کیلئے میٹنگز ہوتی رہیں، جناب سپیکر جب! Eleventh hour جب یہ ساری چیزیں کمپلیٹ ہو گئیں تو کوہاٹ کے لوگوں کو پتہ چلا کہ یہ ہاسپٹل جو ہے اس کو دوبارہ بنایا جا رہا ہے، اس کیلئے سی اینڈ ڈبلیو نے لائنگ کی، ساری چیزیں کمپلیٹ کیں۔ جناب سپیکر! اس کے بعد ایف ڈبلیو جو 'راہا'، جو یو این ایچ سی آر جس کے ذریعے اس پراجیکٹ کو فنڈنگ کر رہے تھے، انہوں نے آخر میں Eleventh hour ایک ای میل کی کہ ہم اس پراجیکٹ کو فنڈنگ نہیں کر سکتے اور اس پراجیکٹ کو اے ڈی پی سے نکال دیا جائے، ہماری جو فارن ایڈ ہے، اس کو نکال دیا جائے، جناب سپیکر! میں یہاں پر آپ کے توسط سے سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، باقی ہمارے حکومتی وزراء بیٹھے ہوئے ہیں، میں یہ کہوں گا کہ یو این ایچ سی آر اپنی کمٹمنٹ سے واپس ہو

کر، بیک ہو کر، انہوں نے جو پروٹوکول ہوتا ہے، جو انٹرنیشنل ایک پروٹوکول ہوتا ہے کہ وہ جو اپنی کمٹمنٹ کرتے ہیں وہ پورا کرتے ہیں، لیکن وہ اپنے پروٹوکول سے، اپنی کمٹمنٹ سے واپس ہو گئے۔ جناب سپیکر! نہ صرف وہ اپنی کمٹمنٹ سے واپس ہوئے، بلکہ انہوں نے حکومت خیبر پختونخوا، محکمہ صحت کے ساتھ بھی جو، جسے آپ کہہ سکتے ہیں کہ ایک ظلم انہوں کیا ہے اور دوسرا کوہاٹ کے لوگوں کے ساتھ ظلم کیا ہے، کوہاٹ کے لوگوں کے ساتھ جب یو این ایچ سی آر نے کمٹمنٹ کی تھی کہ ہم یہ کریں گے اور اپنی کمٹمنٹ سے واپس ہوئے تو یہ ایک قسم کا کوہاٹ کے لوگوں کی ساتھ مذاق کیا گیا ہے۔ سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ یو این ایچ سی آر سے اس بات پر جواب بھی طلب کریں کہ وہ اپنی کمٹمنٹ پوری کریں، جہاں سے بھی ہو، اگر ٹی ایف ڈبلیو اس کو فنڈنگ نہیں کر رہا تو وہ کسی اور ادارے جو ان کے ذیلی ادارے ہیں، جو فنڈنگ کر رہے ہیں، وہ اپنی کمٹمنٹ پوری کریں کیونکہ محکمہ صحت نے اپنی کمٹمنٹ پوری کی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! اس میں میں آپ کی بھی سپورٹ چاہوں گا کیونکہ اگر 'راہا' نے اپنی کمٹمنٹ پوری نہ کی اور کوہاٹ کے لوگوں کے ساتھ جس طریقے سے انہوں نے مذاق کیا ہے تو میں یہاں پر حق بجانب ہوں کہ اگر انہوں نے اپنی کمٹمنٹ پوری کی تو ٹھیک ہے، اگر اپنی کمٹمنٹ پوری نہ کی تو کوہاٹ میں جو یو این ایچ سی آر کا جو آفس ہے، جو پورے ساؤتھ اضلاع کو وہاں سے وہ کنٹرول کر رہے ہیں تو پھر کوہاٹ کے لوگ بھی اس میں حق بجانب ہوں گے کہ وہ آفس جو یو این ایچ سی آر کا کوہاٹ میں جو ہے، وہ وہاں پر بند کریں گے، تو میں گزارش کروں گا سی ایم صاحب سے کہ وہ اس میں بات کریں اور دوسرا رائلٹی کے حوالے سے Already سی ایم صاحب کے ساتھ ہماری ایک نشست ہو بھی چکی ہے اور سی ایم صاحب نے اس پر کمٹمنٹ بھی کی ہے، ان شاء اللہ مجھے یقین ہے کہ جو ڈیڑھ ارب روپے سی ایم صاحب نے کمٹ کیا ہے، وہ بھی ملیں گے اور جو ہمارے بقایاجات، مزید ہماری رائلٹی کے بقایات ہیں، وہ بھی ان شاء اللہ ملیں گے۔ میں زیادہ بات نہیں کروں گا، شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: سردار ظہور!۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! یو خبره کوم-----

سردار ظہور احمد: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، ایک منٹ سردار ظہور صاحب!

جناب سردار حسین: زما مائیک آن کړئ، شکریه۔ جناب سپیکر صاحب! د ډیر وخت نه مونږ ګورو چې د رولز ډیره لویه خلاف ورزی کیږی، د اسمبلئ په رولز کښې ئے کهلاؤ لیکلی دی، رولز 27 چې دے، هغه کهلاؤ وائی چې اجلاس روان وی نو ممبرانو ته به ایجنډا دوه ورځې مخکښې ملاویږی، دوه ورځې مخکښې به ایجنډا ملاویږی، دا د بجټ سیشن دے، سبا به کټ موشن شروع کیږی، آیا زه د ټولو ممبرانو نه تپوس کوم چې دوئ ته دوه ورځې مخکښې ایجنډا ملاؤ شوے ده؟ زه ترینه تپوس کوم د ممبرانو نه؟ (تالیاں) نو آیا دا د رولز خلاف ورزی نه ده؟ او زه بل سوال کوم چې د بجټ مونږ ته ایجنډا نه ملاویږی چې مونږ پرې په کور کښې محنت نه کوؤ، مونږ پرې ورکنګ نه کوؤ او مونږ په هغې کار نه کوؤ نو سبا چې مونږ دلته رازو نو مونږ به دلته څه وایو۔ سپیکر صاحب! ما مخکښې هم دا خبره کړے ده چې دا سکرینز چې لګیدلی دی، دا په دې عرض لګیدلی دی، ما ممبرانو ته هم بیا بیا خواست اوکړو، زه بخښنه غواړم چې ممبرانو دې خبرې له توجو ورنه کړه، د دې څیز مونږ ته ضرورت نشته دے، مونږ ته چې د کوم څیز ضرورت دے، هغه دا د رولز کاپی ده، مهربانی، مونږه ګزارش تاسو ته کوؤ چې اوس هم ما، زه تپوس کوم سبانې ایجنډا لا پرنټ نه ده نو د دې څه مطلب کیدې شی؟ ماته د کمپیوټر ضرورت دے؟ زه به دا اسمبلئ آئین چلوم، دا به رولز چلوم، کنه دا به په خپل یو آئیډیل سوچ باندې چلوم، لهذا د دې ګراس روټ وائلیشن په وجه اپوزیشن مونږه اوس د اسمبلئ نه واک آؤټ کوؤ۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: اصل میں یہ بالکل نامناسب بات ہے، کٹ موشنز کل تک، ابھی پہنچ رہے ہیں، اپوزیشن ہمیں پہنچا رہی ہے، سارا سلسلہ رولز کے مطابق ہو رہا ہے، رولز کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہو رہی ہے اور اس پوائنٹ کو میں بالکل وہ کرتا ہوں جی، شیڈول باقاعدہ ایشو ہوا ہے، تمام ڈیٹیلز ایشو ہوئی ہیں، پارلیمنٹری تمام لیڈرز کے ساتھ ڈسکشن ہوئی ہے اور یہ پوائنٹ بالکل نامناسب ہے، غلط ہے، اسمبلی رولز ریگولیشن کے مطابق چل رہی ہے، یہ پوائنٹ نہیں بنتا اور ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کیا جا سکتا ہے، ابھی ویب سائٹ پر چیک کر لیں، سب کچھ ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کیا جا سکتا ہے جی مسٹر! اس وقت ہمارے ساتھ بات

کریں گے، ایجنڈا بالکل ویب سائٹ پر Available ہے، پورا ایجنڈا ویب سائٹ پر Available ہے، اگر کسی کا اپنا ایشو ہے تو وہ ویب سائٹ پر Available ہے۔ یرہ جرگہ اوس لکه دا ، This is, I think۔ چې بالکل دغه پرې او کړئ خو خبره دا ده چې څه شوی دی؟ د رولز مطابق شوی دی، هر څه شوی دی او زه به د رولز مطابق چلوم او دا کمپیوټرز چې راغلی دی، دا باقاعده په وړمبی ځل باندې د پاکستان نه عالمی طور باندې چې دے، دا یو Recognized شوی دی او قومی اسمبلئ هم زمونږه په دې Analogy باندې دا خپل Progress روان کړے دے۔ عنایت خان! پلیز۔

جناب عنایت اللہ {سینئیر وزیر (بلدیات)}: جناب سپیکر! میں ان کو واپس لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: عنایت خان پلیز، جی، چې څه دې خوښه وی۔

سینئیر وزیر (بلدیات): زه ورځم چې دوئ راولم۔

جناب سپیکر: آپ چلیں جائیں بالکل، ہاں جی، ہمارے پاس ہے، عنایت خان چلے جائیں ٹھیک ہے۔

سینئیر وزیر (بلدیات): رابه ئے ولو۔

جناب سپیکر: لیکن یہ بنتا نہیں ہے، میں پوائنٹ کو نہیں لیتا، بالکل بنتا نہیں ہے ان کا پوائنٹ۔ جی، سکندر خان پلیز، رشاد خان! سینئیر کو نمبر دو، میڈم عظمیٰ خان، نگہت اورکزئی، شاہ محمد صاحب، ملک شاد محمد۔

جناب شاہ محمد خان (معاون خصوصی برائے ٹرانسپورٹ، ماس ٹرانزٹ وفنی تعلیم): بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! جو اعتراضات کرتے تھے، اپوزیشن والے صرف بولنا چاہتے ہیں لیکن سننا نہیں چاہتے ہیں، ان کے کئی اعتراضات تھے، ماس ٹرانزٹ پہ۔ سی ایم صاحب نے بھی کل ڈیکلیر کیا، لیکن میں وضاحت کروں گا، اپوزیشن تو ہے نہیں کہ ان کو وضاحت کروں لیکن اپنی قوم اور اپنے جو ہمارے پارلیمنٹرین ہیں، ان کو اس کی وضاحت کروں گا، ہمارا جو منصوبہ ہے، ماس ٹرانزٹ پشاور کا Bigger منصوبہ ہے، اسلام آباد، لاہور، ملتان کے برعکس بہت زیادہ اچھا ہے، صاف ہے، شفاف ہے۔ اس کے باوجود بھی ہم حیران ہیں کہ نلوٹھا صاحب ہم پہ اعتراض کر رہے ہیں، چونکہ ہمارے ساتھ مرکزی حکومت جو تھی، اس نے میڈیا پہ اعلان کیا کہ ہم خیبر پختونخوا حکومت کو بھی بی آر ٹی سسٹم دیتے ہیں، میٹرو دیتے ہیں لیکن وہ انکار کر رہے ہیں اور دوسری طرف وہ یہ کہتے تھے۔ جناب سپیکر صاحب! جو ریلوے ٹریک کے ساتھ زمین ہے، جو آسانی سے تقریباً 17 ارب روپے اس پہ خرچ آتا تھا ہمیں لیز پہ وہ زمین نہیں دی گئی، سینیٹ

کی سٹینڈنگ، نیشنل اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی میں اس پہ بحث ہوئی اور ہمارے دو سال اس نے ضائع کئے، اس بحث پہ، صرف وہ یہ چاہتے تھے کہ صوبائی حکومت خیبر پختونخوا کو یہ کریڈیٹ نہ ملے کہ وہ ایک ایسا بی آر ٹی سسٹم بنادے جو تمام پاکستان میں ایک انمول سسٹم ہو، ہم پہ یہ اعتراض کر رہے ہیں کہ اس پہ زیادہ خرچہ آرہا ہے، اس پہ جو خرچہ آرہا ہے، جو سود ہم نے لیا ہے، ایک پرسنٹ پہ، ہم نے یہ سود لیا ہے جو پچیس سال بعد قابل واپسی ہے۔ کل سی ایم صاحب نے بھی اس کی وضاحت کی کہ یہ محکمہ خود یہ جو پراجیکٹ ہے، یہ خود اپنا قرضہ واپس کرے گا اور ان شاء اللہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ یہ ہمیں ریونیو دے گا اور اس کے علاوہ کروڑوں روپے روزانہ سبسڈی جو ہے، لاہور، اسلام آباد اور ملتان بی آر ٹی سسٹم میٹرو سسٹم پہ دی جا رہی ہے لیکن ہمارا واحد سسٹم ہے بی آر ٹی پشاور کا، اس پہ کوئی سبسڈی نہیں ہے، اس سبسڈی کیلئے صوبائی حکومت نے اس کیلئے متبادل ذرائع تلاش کئے ہیں، اس کیلئے باقاعدہ پلازے بنائے ہیں، اس کیلئے اور جو انتظامات ہیں وہ کئے ہیں، لیکن اس کے باوجود بھی ہمارے جو مخالفین ہیں، مرکز والے اور خاص کر اپوزیشن لیڈر صاحب جو آج موجود نہیں ہیں، اس کے باوجود بھی وہ ایک ایسے منصوبے پہ اعتراض کر رہے ہیں، جس کا میں خرچہ بتاتا ہوں۔ ہمارا جو خرچہ ہوا ہے، اس سے ملتان کا 25 فیصد زیادہ خرچہ آیا ہے، ملتان میٹرو بس پہ اور اس کے بعد لاہور کا تقریباً 70 فیصد سے زیادہ خرچہ آیا ہے، ہمارے مقابلے میں اور اس کے بعد جو اسلام آباد کا ہے وہ 75 فیصد زیادہ آیا ہے، ہمارے پراجیکٹ سے زیادہ آیا ہے تو ہم حیران ہیں کہ اس کے باوجود بھی ایک اچھے سسٹم پہ وہ اعتراض کرتے ہیں، خوامخواہ تنقید کرتے ہیں۔ ہمارا جو پراجیکٹ ہے وہ تقریباً 50 بلین کا ہے اور ان شاء اللہ ہم آٹھ مہینوں میں اس کو پورا کر کے خیبر پختونخوا کا جو ایک دیرینہ مطالبہ تھا، اس کو پورا کر کے اپنا وعدہ نبھائیں گے اور ایک چیلنج کا جو صوبائی حکومت نے وعدہ کیا تھا وہ پوری کر کے دکھائیں گے اور ان شاء اللہ یہ ہماری حکومت ہی میں کمپلیٹ ہو گا اور اس کیلئے ہم نے 447 بسوں کا انتظام کیا ہے، جس میں 303 بسیں 12 میٹر کی ہیں اور باقی جو بسیں ہیں وہ تقریباً نو میٹر کی ہیں اور اس کیلئے جناب سپیکر صاحب! اس پراجیکٹ کی ایک اور جو خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا مین کوریڈور 26 کلومیٹر ہے۔ اس کے علاوہ سات نئے روٹس اس میں شامل کئے گئے ہیں جو 68 کلومیٹر کے ہیں اور اس کے ساتھ ہماری جو کل Length ہے وہ تقریباً 98 کلومیٹر بنتی ہے جو دیگر شہروں سے بسیں آئیں گی اور موٹر کار آئیں گی تو وہ آسانی سے اس Feeder roads کے ذریعے مین کوریڈور میں داخل ہوں گی اور اس کیلئے 150 بس سٹاپ بنائے ہیں اور اس کیلئے پیڈیسٹل کیلئے اپنا انتظام کیا ہے جو دیگر پراجیکٹس میں نہیں ہے لاہور، ملتان اور

اسلام آباد میں لیکن ہمارے پیڈیسٹل برج، پیڈیسٹل جو روڈز ہیں، یہ بھی بنائے ہیں اور سائیکل کیلئے الگ لائن بنائی گئی ہے، ان شاء اللہ ہم نے جو بی آر ٹی سسٹم بنایا ہے، اس کیلئے منصوبہ بنایا ہے وہ دیگر سے مختلف ہے اور بہت اچھا ہے لیکن ہم اس پہ حیران ہیں کہ اپوزیشن پھر بھی ہمارا جو اچھا کام ہے، اس کو بھی تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہے، شکریہ۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر حیدر۔

ڈاکٹر حیدر علی (پالیمانی سیکرٹری برائے اینٹی کرپشن و صوبائی معائنہ ٹیم): شکریہ۔ جناب سپیکر صاحب! میں 2017-18ء کے بجٹ پہ کچھ بولنا چاہوں گا پانچ منٹ کیلئے، یہ جو بجٹ پہ اعتراضات اٹھ رہے ہیں، اس بجٹ پہ، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ غیر معمولی اور غیر روایتی بجٹ ہے اور وہ اس لئے کہ پاکستان تحریک انصاف روایتی سیاست پر یقین نہیں رکھتی لیکن اگر ہم وفاق سے اپنا حصہ مانگتے ہیں، چونکہ یہ صوبہ قدرتی طور پہ وسائل سے مالامال ہے۔۔۔۔۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: جی۔

پالیمانی سیکرٹری برائے اینٹی کرپشن و صوبائی معائنہ ٹیم: شکریہ۔ ہم اس حکومت کو دوسری حکومتوں سے اس لئے Compare نہیں کر سکتے کہ وفاقی حکومت صوبائی حکومت سے حالت جنگ میں ہے اور ہمارے جو جائز حقوق ہیں، وفاق کے ساتھ ہمارا جو حصہ بنتا ہے، اس پہ بھی وہ بیٹھا ہوا ہے اور اگر ہم Investors کو لاتے ہیں، ان کو بھی Discourage کیا جاتا ہے، نہ ہمیں اپنے وسائل کو ترقی دینے کی اجازت ہے۔ پچھلی حکومتوں میں باہر کی امداد بھی تھی، وفاق بھی ایک پیج پر ان کے ساتھ تھا، اس دور میں ہمارے ساتھ جو ہو رہا ہے، میرے خیال میں وفاقی حکومت اپنی کم ظرف سیاست کو استعمال میں لا کے اس صوبے کے عوام کو، اس صوبے کے حقوق کو اپنی سیاست کی بھینٹ چڑھا رہی ہے، جس کی ہم اجازت نہیں دیں گے اور اگر ہم مجبور ہیں قرضوں کیلئے تو وہ اس لئے مجبور ہیں کہ وفاق ہمیں اپنا حصہ نہیں دے رہا ہے، بجائے اس کے کہ ہم یہاں پہ تنقید کریں، صوبائی حکومت نے اپنے محدود وسائل کے باوجود اس صوبے کو ایک تاریخی ترقی کی راہ پر گامزن کیا ہوا ہے، ہمیں ایک ہو کر وفاق سے اپنے صوبے کیلئے، اپنے صوبے کے عوام کے حقوق کیلئے ایک نکتے پہ مل کر ان سے اپنا حق مانگنا چاہیئے، اس پہ ہمیں ایک پیج پہ ہونا چاہیئے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اگر ہم ایک پیج پہ ہوں گے تو اس میں سب کا فائدہ ہے۔ اس صوبے میں صرف پی ٹی آئی کی حکومت ہی

نہیں ہے، سب پارٹیوں کے یہاں پہ لوگ رہتے ہیں، ان سب کے حقوق ہیں اور ہر پارٹی کی جو لیڈر شپ ہے، پارلیمانی لیڈرز، ان سب کو مل کے اس صوبے کے حقوق کیلئے لڑنا چاہیئے اور اپنی اس ترقی کو، اس صوبے کی اس کو صحیح معنوں میں عملی جامہ پہنانا چاہیئے، شکریہ۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے راکین واک آؤٹ ختم کرکے ایوان میں واپس آ گئے)

جناب سپیکر: جی، سردار حسین صاحب۔

جناب سردار حسین: شکریه. جناب سپیکر صاحب! زه شکریه ادا کوم د سکندر خان او د لاء منسټر صاحب، د عنایت الله خان. سپیکر صاحب! مونږ د رولز مطابق یو پوائنټ چې دے، هغه Raisedکړو او ما دوه درې پرې کوشش اوکړو، ټولو ممبرانو کوشش اوکړو، سپیکر صاحب! زه په دې نه پوهیږم، زه یو مثال درکوم، Suppose زه ممبر یم او زه هډو ستا په دې سسټم پوهیږم نه نو بیا اسمبلۍ سره څه طریقه کار دے، زه هډو په دې سسټم پوهیږم نه، Suppose نو Thenماله به اسمبلی یو سټاف راکوی، ماله به یو ګائیډ راکوی. سپیکر صاحب! مونږه دا خبره چې کوؤ، دا د دې د پاره نه کوؤ، یو خو د Rules violation دے، اګرچه زما غیر موجودګئ کښې تاسو رولنګ ورکړو.

جناب سپیکر: زه معافی غواړم، تا چې کومه حواله ورکړه، یو منټ.

جناب سردار حسین: او د رولز مطابق چې څه خبره وی-----

جناب سپیکر: زه، سردار حسین تا چې د کوم رولز حواله ورکړه، نمبر ون خبره دا ده چې مونږه Rules relax کړی دی، د اسمبلۍ نه باقاعده مونږه موشن اخستې دے او د هغې د پاره تاسو په وړمبئ ورځ باندې مونږه ایجنډا باندې دغه کړے دے.

Mr. Sardar Hussaim: No, No.

جناب سپیکر: نمبر ون، نمبر ون. نمبر ټو، پلیز تاسو خبره کوئ. زه به خپله خبره کوم، ستا خپل حق دے، ستا خپلې خبرې. دوئمه خبره ده چې ټول پارلیمانی لیډرز سره زه کیښناستم، ستاسو په ځائے باندې جعفرشاه صاحب راغلې وو، د نلوټها صاحب په ځائے باندې سردار صاحب راغلې وو، مولانا لطف الرحمان صاحب وو، ټول مونږه په یو دغه باندې یو Proper پروګرام جوړ کړو او د هغې مطابق چې دے-----

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر! میں نہیں تھا۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نہیں تھے، آپ کا دوسرا نمائندہ تھا وہ آئے تھے اور اس کے مطابق۔

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی۔

سینیئر وزیر (بلدیات): جناب سپیکر صاحب! دا کوم شیډول چې جوړ شوے دے نو I opposing that schedule، دے وائی چې دا ایجنډا درې ورځې په دې Screen باندې هم راځی، آن لائن هم راځی، دا لکه ډیمانډ فار ګرانټس دی، د سبا د پاره نو دا دوه ورځې مخکښې پکار دی، یوه دا خبره کوی۔ دوئمه خبره دې دا کوی، د دې مطالبه بحثیت مجموعی دا ده چې مونږه کمپیوټر لیټریټ ټول نه یو او زمونږه په کمپیوټر لیټریټ کیدو کښې به وخت لګی نو For the time being تاسو مونږ ته Hard copies هم Provide کوئ ځکه چې مونږه په تیارئ کښې مشکل دے او مونږه که په ځان څه، زه د اسلام آباد نه راروان یم نو چې Hard copy به وه نو به Hard copy به مخې ته نیولې وه، د هغې نه به مو تیارې کوؤ، اسمبلئ ته راا ورسیدم، اوس خو زه د ځان سره په ګاډی کښې لیپ ټاپ نه شم ګرځولې، نه زه کمپیوټر لیټریټ یم، هر ایم پی اے کمپیوټر لیټریټ دے نو دوئ وائی چې تر څو پورې دا ټول ممبران کمپیوټر لیټریټ شوی نه وی، دوئ د دې سسټم سره آموخته شوی نه وی، تر هغې وخت پورې مونږه ته د Soft دغه سره، آن لائن دغه سره سره مونږه ته Hard کاپیانې هم Provide کړئ او دا چې کومه ایجنډا ستاسو ده نو د دوئ Claim دا دے چې دا ستاسو په سکرین باندې لکه دوه ورځې، لکه Demands for grant سبا دی نو It should be two days before on مطلب په آن لائن Available کیدل پکار دی، ما که د دوئ دا پوائنټ Misunderstanding کړی، صرف دغه دوه پوائنټس دی۔

جناب سپیکر: عنایت خان! زه لږ وضاحت کوم، تاسو پلیز، خبره به او کړې خیر دے، تاسو په خبره او کړې نمبر (ون) یو منټ، دا دوئ خبره بالکل، د دوئ خبره چې ده نو بالکل ټهیک ده نمبر (ون) دا ده چې دیکښې مونږه Space ختم کړو، چونکه پرون پکښې Saturday and Sunday هم په دې ډ سکشن کښې راغله او زمونږه

Demands for grant چې د نن ورځې پورې مونږه ته ملاویږی، د نن ورځې پورې مونږه ته ملاویږی۔ چه د هغې په وجه باندې۔۔۔۔۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! کټ موشنز دی، کټ موشنز دی۔

جناب سپیکر: کټ مونشنز Sorry، کټ موشنز۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! ما له لږه موقع را کړه۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب سردار حسین: ما له لږه موقع اوس را کړه، سپیکر صاحب! اول مو په دې پوهه کړه چې کومه ایمرجنسی ده، دومره تلوار کښې تاسو بجټ پاس کوئ چې دا بجټ دې حکومت تیارولو نو اپوزیشن ئے ځان سره کښینولې وې؟ نه ئے مونږه سره مشوره کړے ده؟ نه سپیکر صاحب! ستاسو ریکویسټ اوکړو ایز ئے سپیکر، زه نه یم درغلې، نلوټها صاحب، نه دې درغلې، ما جعفر شاه د دې وجې در اولیګلو چې مونږ د دغې کرسئ احترام کوؤ، د هغې مطلب دا نه دے چې دا کرسئ به حکومت له دومره آسانه لاره ورکوی، سوال دا دے چې ایمرجنسی کومه راغلې ده چې دومره په تلوار تاسو بجټ پاس کوئ یوه، دوئمه دا چې زه مثال ورکوم چې زه ولې دا خبره کوم، تیره ورځ په اسمبلئ کښې Private Educational Institutions Regularity Authority Bill پاس شو، هغه بل د هغه ورځې په ایجندا کښې نه وو، بریک اوشو او چې کله بریک اوشو نو د بریک نه پس چې مونږ راغلو دلته په کمپیوټر کښې هغه بل چې کوم هغه پروت وو، آیا دا Violationنه دے؟ نو دا څه څیز دے؟ دا اسمبلی ده، دا څنګه رولز دی؟ دا حرکت چې هر چا کړے دے، دا چې د هر چا آئیډیا وه، دا ئے د دې مقصد د پاره کړې ده چې دې ممبرانو ته هیڅ نه ملاویږی، پرون چې دا Leave، تاسو دا هاؤس نه Leave اخستې دے، د Saturday او د Sunday، زه په وثوق سره دا خبره کوم که چرې دا ایجنډا په هارډ کاپئ کښې دلته پرته وې نو یو ممبر به اجازت نه ورکولو خو چونکه ممبرانو سره څه، مونږ دلته راشو خبره کوؤ، په سکرین کښې هر څه پراته دی، په سکرین کښې وی هم نه، چې کهلاوې ئے نو هم لس منټه پرې لګی او تاسو چونکه ډیره تلوار وه او د حکومت هم تلوار ده۔ سپیکر

صاحب! دا زمونږ پریویلج دے، دا د رولز مطابق ماله به دا اسمبلی سیکرټریټ ایجنډا راکوی، زه په دې وجه باندې د واک آؤټ نه واپس راغلم چې ماله به ایجنډا راکوی او زما دا مطالبه ده، ما دا مطالبه نه ده کړے چې دا ماته اولګوه، زما ډیمانډ خو دا وو چې ماله د نیا کوریج نه راکوی، ماته دا سې سسټم اولګوئ چې زما کوریج ټوله د نیا ګوری، هغه کار دا اسمبلی سیکرټریټ نه کوی خو چې کوم کار زه نه غواړم هغه کوی، چې په کوم کار کښې د حکومت فائده ده، هغه کار کوی۔ لهذا مونږ د دې مخالفت په دې وجه باندې نه کوؤ، مونږ د دې مخالفت په دې وجه کوؤ چې مونږ ته خپله ایجنډا ملاویږی، مونږ تیارئ سره رازو، مونږ چې په دې اسمبلئ کښې ناست یو که په یو خبره باندې هم پوهیږو او که یو خبره نه کوؤ چې هم پرې پوهیږو، په دې غرض باندې مونږ دا خبره کوؤ، او رولز واضحه دی، سپیکر صاحب شیډول د پاره که دغلته تاسو جوړ کړے دے، مونږ تاسو سره په هغې باندې اتفاق نه دے کړے خو بیا هم دا تاسو سوچ اوکړئ چې دا ټول ممبران دی، فنډ دوئ ته نه ملاویږی۔۔۔۔

جناب سپیکر: سردار حسین صاحب! یو منټ تاسو خبره واؤرئ۔

جناب سردار حسین: زه یو خبره کوم بیا تاسو خپله خبره۔۔۔۔

جناب سپیکر: یو منټ، یو منټ۔ تاسو خپله خبره یاده ساتئ، شیډول ما د اسمبلئ نه Unanimously پاس کړے دے۔

جناب سردار حسین: په هغې خو زه پوهیږم، یو ممبر پرې پوهه وو؟۔۔۔۔

جناب سپیکر: Unanimously مو پاس کړے دے، دوئم دا ده چې۔

جناب سردار حسین: یو ممبر ورباندې پوهه وو، مونږ خو دغه خبره کوؤ۔

جناب سپیکر: دوئمه، دوئم Listen پلیز، دوئمه خبره دا ده چې ما خپل څومره د پارلیمانی پارټئ لیډرز دی، ټولو سره په مشوره باندې کړے دے، شیډول چې ما کړے دے، مولانا لطف الرحمان صاحب، د مسلم لیګ (ن) نمائنده، د پیپلز پارټئ نمائنده او د ټولو پارټو نمائنده ګان، Including د حکومت نمائنده، عنایت خان پکښې، هغې کښې د هغوی د مشورې سره مونږ شیډول دغه کړے دے، که ماته دوئی دا وئیلی وی، میډم! که دوئ دا ماته وئیلی وی چې مونږ ته

دا شیډول، ما نه کول، ما خو ګوره، ما خو دا کوشش کولو چې زه ټوله اسمبلي په اعتماد کښې واخلم، که تاسو نه وئ Agree، بالکل تاسو به ماته وئیلی وو، ما به د هغې مطابق خبره کړے وه، خو ماته چې کوم پارلیماني پارټۍ هغلته ناست وو، د هغوی په مشوره باندې ما دا هر څه کړی دی۔ عنایت خان! دا خبره کنفرم کولې شئ نو دا دغه نشته اوس، سردار فرید نشته۔

جناب سپیکر: میډم ډپټی سپیکر تاسو څه۔

محترمہ مہرتاج روغانی (ڈپٹی سپیکر): Yes. Thank you Mr. Speaker یو منټ، منور صاحب۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: نه جی، دا خبره داسې نه ده۔

جناب سپیکر: ما داسې ده صاحبه چې مونږ سره منټس پراته دی، او بل دا ده چې هاؤس نه مونږه Unanimously ټولو پاس کړے دے۔ جی، میډم!

محترمہ مہرتاج روغانی (ڈپٹی سپیکر): Thank you Mr. Speaker، بابک صاحب، زه پلیز یو خبره تاسو وایئ چې دا Hurriedly تاسو کړے دے، دا نورې خبرې خو ستا په ځائے خو As long as you said چې دا تاسو ورځې، I honestly, God above me، ستاسو لطف الرحمان صاحب ناست وو، ستا عنایت صاحب د بلې پارټۍ وو، باچا د ANP نه ناست وو۔۔۔۔۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: نه جی۔

محترمہ مہرتاج روغانی (ڈپٹی سپیکر): نه جی، جعفر شاه صاحب ناست وو، باچا ناست وو، And like each and everyone representation وو، په وائیټ هاؤس کښې ناست وو او Unanimously هغوی مونږ سره Agree شو۔ I second that چې کوم وائی، نورې خبرې خو ستاسو ځان له خو تاسو د دې بحث دا خبره، دیکښې خو د هرې پارټۍ Representation وو، د پیپلز وو، د اے این پی وو، د What do you call it، د جماعت اسلامی خو Coalition دے، And everybody was sitting there Jafar Shah sahib was there and he agreed to it. Lutf-ur-Rehman Sahib، ستاسو ګوره، لطف الرحمان صاحب ګوره ستاسو لیډر دے۔

جناب منور خان ایڈووکیٹ: میڈم! اس بارے میں آپ جواب نہ دیں، ہم سپیکر صاحب سے بات کر رہے ہیں، ادھر سے جواب نہیں آ رہا۔

محترمہ مہرتاج روغانی (ڈپٹی سپیکر): کیوں نہیں، I have to, I have to defend۔

جناب سپیکر: میڈم! آپ پلیز۔ دیکھیں منور صاحب! اس طرح نہیں۔

(شور)

جناب سپیکر: آپ اس طرف، آپ اس طرف دیکھیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: I have to, this is my right، جس طرح آپ لوگوں کا Right ہے، As an MPA میرا Right بھی ہے۔ This is my right as well. Howe can you say that۔

جناب سپیکر: جی، نلوٹھا صاحب!

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر صاحب! جس طرح یہ کمپیوٹرز جو یہاں پر لگائے گئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کے جتنے بھی ممبران ہیں، یہ ان سب کو اندھا کرنے کی ایک سازش ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جب سے یہ لگے ہیں، میری نظر کافی کمزور ہو گئی ہے۔ جناب سپیکر صاحب! آپ دیکھیں، قومی اسمبلی میں دیکھیں تو ادھر بھی کوئی یہ سسٹم نہیں لگایا گیا ہے اور دوسرا اہم روز بروز اپنے آپ کو Dull محسوس کرنے لگے ہیں، جب ہمیں ایجنڈا ملتا تھا تو ہم وہ پڑھتے تھے، گاڑی میں بیٹھ کر پڑھتے تھے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو ماشاء اللہ، آپ کی آنکھیں اللہ سلامت رکھے، آپ کی نظر اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور آپ کو میں یہ بتاؤں کہ یہ اس کی باقاعدہ Presentation ہوئی تھی۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: نہیں، یہ ایک سازش، کروڑوں روپیہ لگا کر ہمیں اندھا کرنے کی سازش ہو رہی ہیں، لہذا اس کو مہربانی کر کے اس کو ختم کیا جائے، اس کو ختم کیا جائے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چلو وہ ہم کر لیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: اور دوسری جناب سپیکر صاحب! شیڈول کی آپ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سلیم خان صاحب! پلیز۔

جناب سلیم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر صاحب! یہ ایجنڈے کے اوپر ہمارا کوئی۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سلیم خان: جناب سپیکر صاحب!۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سلیم خان: جناب سپیکر صاحب! یہ ایجنڈے کے اوپر ہمارا کوئی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ہیلو، اگر آپ کی خواہش ہے تو بالکل عید تک ہم اس کو کر لیں گے، ایک منٹ، اگر آپ کی خواہش ہے تو بالکل، آپ پھر چونکہ ہم نے اسمبلی سے Unanimously پاس کیا ہے، آپ ایک ریزولیوشن لے کر آئیں، عید تک کرنا چاہیں، عید کے دن کرنا چاہیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اس کے اوپر۔

جناب سلیم خان: ہمارا شیڈول کے اوپر کوئی اعتراض تو نہیں ہے، جناب سپیکر صاحب! شیڈول کے اوپر ہمارا اعتراض تو نہیں ہے، البتہ ہم کہہ رہے کہ ہمیں یہ سافٹ کاپی کی جگہ ہارڈ کاپی دے دی جائے، شیڈول کی ہارڈ کاپی، جس طرح روایت ہے اس کو بحال کیا جائے۔ بس یہی ہماری ریکویسٹ ہے کہ ہارڈ کاپی سب کو دے دی جائے، ایک دن پہلے دیتے ہیں یا دو دن پہلے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا۔ ابھی آپ، ٹھیک ہے یہ اس کا ایک وہ دے دیں مجھے۔

(شور)

جناب سپیکر: نہیں نہیں، ایک منٹ۔

(شور)

جناب سپیکر: ایک منٹ، ایک منٹ۔

(شور)

جناب سپیکر: اس طرح کرتے ہیں کہ اس کی، کل ہم جتنے پارلیمانی لیڈرز ہیں، سب بیٹھتے ہیں، اس کا ایک طریقہ کار بنالیں گے، جو بھی آپ کہیں گے، اس کے مطابق کریں گے ان شاء اللہ۔

(شور)

جناب سپیکر: اچھا۔

(شور)

جناب سپیکر: یار آپ چھوڑو نا، وہ سب، ابھی آپ کی اور ڈسکشن باقی ہے، ابھی ڈسکشن کو بھی Complete کر لیں نا۔

جناب سردار حسین: دا کټ موشنز دی، سبا خو ایجنډا، ګوره سبا خو اجلاس شته کنه۔۔۔۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: یہ بل نہیں ہے، یہ بجٹ ہے، یہ بل نہیں ہے کہ آپ اس کو بلڈوز کر لیں گے، یہ بجٹ ہے۔

جناب سردار حسین: جناب سپیکر صاحب! سبا خو ګوره اجلاس دے، سبا اجلاس دے۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس طرح ہے کہ ابھی، ابھی اس طرح کریں کہ جیسے ہی اجلاس ختم ہوتا ہے، آپ میرے ساتھ بیٹھ جائیں تو اس کا ایک طریقہ بنالیں گے، ګوره۔

جناب سردار حسین: زه دا وایم چې سبا اجلاس دے، د رولز مطابق پکار دا ده چې د اسمبلی سیکرټریټ ماله ایجنډا راکړی، ماله ئے نه ده راکړے، بس تاسو رولنګ ورکړئ چې ایجنډا دې ورکړی، مونږ تاسو سره څه د پاره کښینو، مونږ له دې ایجنډا راکړی، تاسو رولنګ ورکړئ، ماله ایجنډا ته ولې نه راکوې، دې ممبرانو له ایجنډا ته ولې نه ورکوې؟

جناب سپیکر: اس بجٹ کی ان شاء اللہ، ان کو ہارڈ کاپی دے دیں گے، ٹھیک ہے جی۔

جناب سردار حسین: کله جی، تاسو اوو وایئ چې اوس ورکړئ۔

جناب سپیکر: کل دے دیں گے، یار ته، سردار حسین! ګوره، ابھی آپ مجھے بتائیں، آپ مجھے بتائیں۔ ٹھیک ہے وہ میں، آج آپ کو مل جائیں گی، جی سردار ظہور پلیز!

سردار ظہور احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! صوبائی حکومت نے اپنا بجٹ برائے سال 2017-18ء پیش کیا، پانچواں صوبائی بجٹ جمہوریت کے تسلسل کیلئے ایک خوش آئند بات ہے، جناب سپیکر! حکومت کو آخری بجٹ سے صوبے کے عوام کے اور سرکاری ملازمین کو بالخصوص بہت زیادہ توقعات وابستہ ہوتی ہیں، مگر اس حکومت نے ان امیدوں کا گلہ گھونٹا، تنخواہوں میں 10 فیصد اضافہ ملازمین کے ساتھ مذاق کیا گیا اور اساتذہ کو ٹائم سکیل نہ دینا سراسر ظلم، اسی طرح محکمہ پولیس کے سکیل کی اپ گریڈیشن کا وعدہ کر کے نہ دینا بھی زیادتی ہے، جس سے ہماری بہادر پولیس کے جوانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے،، بجٹ پر میرے معزز ممبران اسمبلی نے سیر حاصل گفتگو کی۔ بجٹ 2017-18ء میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے لئے یہ بجٹ

اسی طرح ہے کہ جس طرح "مر دناداں پہ کلام نرم ونازک بے اثر" یہ شعر میں اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ چار سال سے یہی بجٹ پیش ہو رہا ہے کہ جس میں الفاظ کا ہیر پھیر، لفظوں کا ہیر پھیر ہوتا ہے، ہم تو یہ دیکھتے ہیں اور ہمارے حلقے کے عوام یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارا نمائندہ اسمبلی میں جاتا ہے اور وہاں سے اپنے حلقے کیلئے کیا لے کر آتا ہے؟ جناب سپیکر! چار سال سے جس طرح میرے حلقے کو بالخصوص نہ صرف بلکہ پورے ضلع کو نظر انداز کیا گیا ہے، اس بجٹ سے آپ ایک اے ڈی پی بک اٹھا کر دیکھیں، دور دور تک مانسہرا کا نام ونشان نظر نہیں آتا، PK-53 تو دور کی بات ہے، جناب سپیکر! صوبے کے کئی حلقوں کو اربوں میں نوازا جاتا ہے اور بعض حلقوں کو کروڑوں روپے بھی نہیں دیئے جاتے، بلکہ میں یہ سمجھوں گا کہ لاکھوں بھی نہیں دیئے جاتے، یہ کہاں کا انصاف ہے، یہ کیا انصاف کی حکومت ہے؟ اسی طرح اگر ہم سیکٹر وائز پر آ جائیں تو میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں، ایجوکیشن سیکٹر میں آ جائیں تو چار سال سے سکولز زیر تعمیر ہیں، کوئی ایک سکول کمپلیٹ نہیں ہو سکا، سنگل سکول چار سالوں میں کمپلیٹ نہیں ہو سکا۔ اسی طرح ہیلتھ سائیڈ پر آ جائیں، پینے کے صاف پانی کی ایک ایک بوند کیلئے ہم ترس رہے ہیں۔ مانسرہ شہر کے باسی گٹر کا پانی پینے پر مجبور ہے، میں شاہ فرمان صاحب کی توجہ چاہوں گا، مانسرہ شہر کے باسی آج پندرہ بیس 20 سالوں سے گٹر کا پانی پینے پر مجبور ہیں اور پانی کا کوئی Arrangement نہیں ہے، وہاں پر، 12 دفعہ اس کیلئے محترم جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی درخواستیں کر چکے ہیں، اے ڈی پی میں سکیم بھی Reflect ہو چکی ہے پھر اے ڈی پی سے ختم بھی ہو چکی ہے، پھر دوبارہ Reflect بھی ہو چکی ہے، اسی طرح پبلک ہیلتھ کی سکیمیں آج سے نہیں، چار سال سے نہیں، سات اور آٹھ سال سے ادھوری پڑی ہوئی ہیں، اس سرکار کے کروڑوں روپے ان سکیموں پر لگے ہوئے ہیں، وہ سکیمیں کمپلیٹ نہیں ہو سکی ہیں۔ جناب سپیکر! اسی طرح پانی کا مسئلہ تو میں نے بیان کر دیا۔ کالجز کی طرف آ جائیں، کل حاجی صالح محمد صاحب نے بھی اس بات کی طرف نشاندہی کی تھی کہ 36 یونین کونسلوں کی جگہ تحصیل مانسرہ ہے، وہاں ایک بوائز، گرلز کالج نہیں اور میں ان چار سالوں میں بار بار سی ایم صاحب سے بھی ریکویسٹ کرتا رہا اور کالج کی تفصیل بھی مانگتا رہا، کوئی کالج کی تفصیل بھی ہمیں آج تک اس اسمبلی کو نہیں مل سکی، اسی طرح میں شارٹ کرتا ہوں، دو چار پوائنٹس ہیں، ان پر بات کرتا ہوں، میں ختم کرتا ہوں اپنی بات، بائی پاس مانسرہ پر پچھلے سال Reflect ہوئے، شاہ فرمان صاحب کے نوٹس میں ہے اور Proposed اے ڈی پی میں اس کی Supervision اور ڈیزائن کیلئے 10 کروڑ روپے رکھے گئے اور جب Approved book آئی تو اس میں پانچ کروڑ روپے تھے اور

جب کام شروع ہوا تو دو کروڑ روپے جو ہیں وہ اس کی Consultancy ہوئی تو اس مرتبہ وہ دو کروڑ روپے میں سمجھتا ہوں اس گورنمنٹ نے ضائع کر دیئے، وہ اے ڈی پی سے سکیم ہی نکال دی، وہ سکیم ہی اے ڈی پی سے نکل چکی ہے وہ دو کروڑ روپے بھی جو ہیں اس سرکار کے ضائع ہوئے، اس عوام کے ضائع ہوئے، اسی طرح جناب سپیکر! انفراسٹرکچر کے حوالے سے بات کروں، مانسہرہ شہر انتہائی اہمیت کا حامل اور وہاں کا ٹی ایم اے جو ہمیشہ فائدے میں اور اس کی آمدن کروڑوں روپے میں ہے لیکن سڑکیں ٹھوٹ پھوٹ کا شکار ہیں، صوبائی حکومت کی طرف سے ہمیں بار بار ریکویسٹ کرنے کے باوجود کوئی فنڈ نہیں ملا، سڑکیں زبوں حالی کا منظر پیش کر رہی ہیں، اسی طرح سپورٹس کے حوالے سے اگر بات کریں تو آج سے دس پندرہ اور 20 سال پہلے مانسہرہ میں تین سپورٹس گراؤنڈز تھے اور آج مانسہرہ میں ایک بھی سپورٹس گراؤنڈ Available نہیں ہے، اتنی بڑی آبادی کہ چار لاکھ کی آبادی کے شہر میں ایک سپورٹس گراؤنڈ نہیں ہے اور جو گراؤنڈز تھے، ایک ہاسپٹل کو دے دیا، جو دوسرا تھا وہ سی پیک کے حوالے کر دیا اور تیسرے پر پولیس جو ہے اس نے ناجائز تجاوزات قائم کی ہیں اور ابھی مانسہرہ شہر میں ایک گراؤنڈ بھی ہمارے پاس نہیں ہے، بار بار ریکویسٹ کرتے ہیں، مجھے تو کوئی تبدیلی نظر نہیں آ رہی، ہمیں تو کوئی بہتری نظر نہیں آ رہی، ہمیں تو بہتری اس صورت میں نظر آئے کہ میرے حلقے میں کام ہو، ہمیں تو بہتری اس صورت میں نظر آئے کہ ہر شعبے میں جہاں مساوی طور پر سب کو Accommodate کیا جائے۔ میں یہی استدعا کروں گا کہ آخری سال ہے لیکن مجھے انتہائی مایوسی ہوئی کہ چار سالوں سے چند حلقوں کو تو اربوں روپے سے نوازا گیا، بڑی بڑی سکیمیں دی گئیں اور بعض حلقوں کو بالکل اس طرح کہ جس طرح وہ اس کے پی کے کا حصہ ہی نہیں، یہ انتہائی سراسر زیادتی، یہ انتہائی سراسر ظلم ہے۔ کالجز میں بھی اسی طرح ہر سیکٹر میں آپ چلے جائیں، آپ اے ڈی پی بک چار سالوں کی اٹھا کر دیکھ لیں، میں انتہائی دکھ کے ساتھ کہتا ہوں کہ یقین مانیں کہ ہم نے بڑی توقعات، ہماری عوام نے بھی بڑی توقعات اس حکومت سے رکھی تھیں، ہم لوگوں نے خود بھی بڑی توقعات رکھی تھیں، بڑے انصاف کا بول بالا ہوگا لیکن بہت مایوسی ہوئی، اللہ پاک ہمیں انصاف کے ساتھ چلنے کی توفیق عطا فرمائے، بہت شکریہ، بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: عنایت خان!

سینیئر وزیر (بلدیات): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں مختصر گفتگو کر کے پھر اپنی بات Conclude کروں گا، دو تین پوائنٹس ہیں جن کو وزیر خزانہ صاحب

تفصیل میں کور کریں گے لیکن اس سے بظاہر ایک غلط فہمی پیدا ہو رہی تھی تو میں چاہتا ہوں کہ اس کو کلیئر کروں۔ ابتداء میں بجٹ کے حوالے سے اپوزیشن لیڈر نے جو لون لیا جا رہا ہے، انٹرنل اور ایکسٹرنل، اس حوالے سے اپوزیشن لیڈر نے کہا اور Calculation کی کہ کوئی 70 بلین سے اوپر یہ خسارے کا بجٹ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاید ان کو بھی معلوم ہوگا، کیونکہ ہم ایم ایم اے کے اندر اکٹھے رہے اور اس وقت بھی سیک 1 اور سیک 2 کے نام سے ورلڈ بینک کا ایک لون تھا جو کہ ایک Budgetary support اور ہمارے بجٹ کے اندر Reflect ہوتا تھا اور اس کے نتیجے میں ہم اپنے اخراجات بیلنس رکھتے تھے، یہ ایک سٹینڈرڈ پریکٹس ہے۔ اے این پی کی گورنمنٹ میں بھی جاری تھا، یہ اس وقت بھی جاری تھا، یہ فیڈرل گورنمنٹ کے لیول پر بھی ہے، یہ چاروں صوبائی اسمبلیوں، چاروں جو گورنمنٹس ہیں، سندھ اور بلوچستان کے اندر بھی ہے، یہ Basically receipts ہیں، آپ کو Internally اور Externally لون آتا ہے، یہ آپ کی Reciept ہیں، اس کو آپ اپنی آمدن میں شمار کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں اپنے بجٹ کو آپ بیلنس کرتے ہیں، تو اگر پورے پاکستان کے اندر یہ ایک سٹینڈرڈ فارمیٹ چینج ہو جاتا ہے۔ جناب! صوبائی حکومت جب بجٹ پیش کرتی ہے تو وہ اپنی طرف سے پیش نہیں کرتی ہے، مرکزی حکومت کی طرف سے جو فارمیٹ ہوتا ہے، اسی فارمیٹ کے مطابق اس میں ہم اپنی پالیسیز کو ایڈجسٹ کرتے ہیں تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس نقطے کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ دوسرا Throw forward کے حوالے سے بات یہاں اس اسمبلی کے اندر ہوئی، اس کی طرف چیف منسٹر بھی اشارہ کر چکے ہیں، فنانس منسٹر تفصیل میں اس پر بات کریں گے کہ یہ جو تین ہزار ارب کا Throw forward بابک صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا، یہ Basically token allocation ہے جو سی پیک اور باقی نان سی پیک پراجیکٹس ہیں، ڈونرز کے ساتھ جو Negotiations چل رہی ہیں، یہ Requirements ہوتی ہیں کہ آپ اس کو ٹوکن ایلوکیشن کرتے ہیں یہ ہمارے بجٹ کے اندر نہیں ہوتا ہے، یہ جتنے بھی بجٹس ہوتے ہیں جو ڈونرز فنڈڈ پراجیکٹس ہوتے ہیں، جب تک وہ Materialize نہیں ہوتے ہیں، اس کیلئے آپ ٹوکن ایلوکیشن رکھتے ہیں، اس لئے اس کو اگر آپ نکالیں گے جو ڈونر فنڈڈ پراجیکٹس ہیں اور ٹوکن ایلوکیشن ہیں، اس کو نکالیں گے تو وہ جو Actual throw forward ہے وہ پھر بہت کم ہو جاتا ہے اور انہوں نے 2012-13ء کا حوالہ دیا، اس کے درمیان پانچ سال گزر چکے ہیں، 2012-13ء سے آگے پانچ سال گزر چکے ہیں، انفلیشن کی پوزیشن پھر اس وقت جو کہ آپ کی صوبائی اے ڈی پی تھی وہ 100 کی Figure کراس نہیں کر

گئی تھی، اس وقت جو صوبائی اے ڈی پی ہے وہ 208 تک پہنچ گئی ہے جو Local components ہیں وہ بھی 100 کی فگر کراس کر گئے ہیں، اس لئے ان ساری چیزوں کو نظر میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ مولانا لطف الرحمان صاحب نے لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے نقطہ اٹھایا اور انہوں نے Capacity building کی بھی بات کی، میں ان کے ساتھ Agree کرتا ہوں لیکن کچھ انفارمیشن ان کے پاس نہیں ہیں، ہم نے ایک تفصیلی پروگرام بھی بنایا ہوا ہے۔ لوکل گورنمنٹ کی Capacity building کیلئے، ان کی ٹریننگ کیلئے ایک تفصیلی پروگرام بھی اور اس کیلئے پاسز بھی ہم نے مختص کئے ہوئے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم نے جو ضلعی حکومتیں ہیں، ضلع ناظمین، ضلع نائب ناظمین، تحصیل ناظمین، تحصیل نائب ناظمین، ان کی تو ہم نے سب کی ٹریننگ مکمل کر دی ہے، باقی ڈسٹرکٹس کے اندر ٹریننگ جاری ہے، ویلج کونسل کے ناظمین کی، کونسلرز کی، ڈسٹرکٹس کونسل کی، تحصیل کونسلرز، اس کیلئے میرا یہ کلیم نہیں ہے کہ پورے صوبے کے اندر سب کی ہم ٹریننگ کر چکے ہیں لیکن ایک بہت بڑا پورشن ایسا ہے کہ جس کی ہم ٹریننگ کر چکے ہیں، لیکن میں مانتا ہوں کہ یہ ایک Ongoing process ہے اور یہ ایک Institutional arrangment اور Mechanism اور میں ان کے اس پوائنٹ کو Acknowledge کرتا ہوں اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ہمارے پلان کے اندر شامل ہے، اس پر آگے ہم کام کریں گے۔ جناب سپیکر صاحب! میں ایک مرتبہ پھر جس طرح باقی اپوزیشن کے ساتھیوں نے بھی، میں پوری اسمبلی کو، ایوان کو پانچ سال مکمل ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کیلئے نیک شگون ہے۔ ہم سب کیلئے ایک اچھی ڈیویلپمنٹ ہے کہ ہمارے اس ملک کے اندر منتخب حکومت نے 15 سال مکمل کئے، Continuously بغیر کسی وقفے کے، 2002 سے لیکر 2017 تک منتخب حکومتیں 15 سال تک رہی ہیں اور میرا خیال ہے کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہے گا تو اس Continuity کے نتیجے میں عوام کو فائدہ ہوگا اور یہ جو جمہوری روایات ہیں، جمہوری کلچر ہے، وہ Strengthen ہوگا۔ میں اجازت لینے سے پہلے اعظم خان درانی صاحب سے گزارش کروں گا کہ انہوں نے ایک سوال اٹھایا تھا اور اس سوال کے جواب پر وہ مطمئن نہیں تھے، وہ Further details چاہ رہے تھے اور وہ ساری ڈیٹیلز میرے پاس موجود ہیں، اس کی ہارڈ کاپی میرے پاس موجود ہے، اگر وہ چاہتے ہیں تو میں اسمبلی فلور پر، اور نہیں چاہتے تو Privately ان کو پیش کر سکتا ہوں۔ میں آپ کا بہت زیادہ مشکور ہوں۔ تھینک یو ویری مچ سر۔

جناب سپیکر: رشاد خان!

جناب محمد رشاد خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! بجټ باندې بحث اخری مرحلو کښې روان دے، وائنډ اپ کیدو طرف ته، ډیر معزز ممبرانو صاحبانو بجټ بحث کښې حصه واخسته او د خپلې رائے اظهار ئے اوکړو او خپل تجاویز ئے پیش کړل، سپیکر صاحب! دې نه ماوراء چې کله زمونږ د بجټ ډسکشن، زمونږ دا بحث آیا دې باندې عمل کیږی یا نه کیږی، د خپلې رائے اظهار کول، دا اپوزیشن ډیر زیات ضروری هم ګڼړی او مخکښې تیر چې کوم بجټونه دی، 2013 نه واخله 15-2014 هغې نه دا ثابته هم ده چې د اپوزیشن په تجاویزو باندې چرته هم عمل نه دے شوے، همیشه اولنئ ورځ نه هغه بجټ چې کوم دے، هغه د عجلت، بغیر منصوبه بندئ دا ظاهریږی چې وخت د سره، پرون دلته زمونږ د اپوزیشن ممبر څه ډیر په عجیبه انداز باندې خبرې اوکړې، وزیر اعلیٰ صاحب هم دلته ناست وی، بیا د هغې هغه سائیډ ایفیکټس چې کوم وی، هغه بیا زمونږ حلقو ته ځی نو د دې وجې نه بیا ما لږ دغه اوکړو نو زه څلور پینځه آؤټ پټ چې کوم راځی، هغه بنیادی خبرې کوم، نه چې دا بجټ دا اندازې لګی نو هغه یو خو دا کولیشن سپورټ فنډ چې د هغې هغه دلچسپی، د دنیا چې کومه دلچسپی وه، په دې فنډ کښې، هغه دلچسپی اوس هغه شان نشته، بیا صوبائی محاصل دی، هغه ټولی محکمې ټوټلی ناکامه دی، چې هغوی هغه محاصل هغه طریقې باندې کوم چې اندازې لګولې شوے وے، هغه شان نه دی شوی، بیا مرکزی محاصلو کښې د دې صوبې حصه ده، هغه په دیکښې شامله ده نو سپیکر صاحب! مرکز تعلقات ټهیک نه دی، ډونرز کوم چې سنجیده کوششونه تر اوسه پورې نه دی شوی مرکز سره۔ وسائل اخستل، دلته راوړل، این ایف سی ایوارډ تر اوسه پورې اجراء نه ده شوے، سنجیدګئ سره د هغې باره کښې زما په خیال کوششونه پکار وو، ځکه چې مخکښې هم مونږ ته هغه کمې راروان دے، فارن ډونیشن دے، قرضې دی نو فارن ډونیشن، ریکارډ قرضې واخستې شوے۔ سپیکر صاحب! په دې صوبه کښې چې دے، نه مخکښې دا اندازه به چا نه وی لګولې، زما په خیال که هغه فنانس سره Related خلق دی که هغه د دې صوبې عوام دی، دومره غټو قرضو اخستو د پاره د دې صوبې عوام نه دی تیار نو زما

خپل خیال دا دے چې کوم دا مالی بحران دلته راغلې وو یا کوم هغه میګا پراجیکټس په منصوبو کښې نه وی، د هغې بنیادی وجه هم دا وه چې څنګه ما مخکښې اووئیل چې بغیر د منصوبه بندئ نه، تعدی نه او په دې باندې منصوبه جوړول، لازمی مالی بحران به دې صوبې ته راځی، راغلې هم دے او ماته ښکاری چې د دې بجټ نه پس به هغه بحران زمونږ سیوا کیږی، کمیږی به نه۔ سپیکر صاحب! میټرو بس او د فلائی اوور باندې اولنې ورځ نه تنقید کیدو، د دې حکومت میټرو بس ته به جنګله بس وئیلو کیدو، فلائی اورز چې دی، دا کمیشن د پاره وی۔ دا کرپشن د پاره وی، دا حکومت ډیر پوهه شو، ډیر لیټ هغه یو ټرن ئے واخستو چې فلائی اوورز هم ضروری دی، باب خیبر ئے جوړ کړو، هغه هم په قرضو باندې ولاړ دے، د موټر وے اعلانات کیږی سپیکر صاحب! ټوټل قرضه ده، مکمل قرضه ده او داسې عجیبه منصوبه ده چې تر اوسه پورې سوات موټروے لا جوړ شوے نه دے، ایکسپریس وے لا جوړ شوے نه دے او هغه دیرش کالو پورې هغه په ګوری، د دې صوبې خلق آیا دغه ته، دا برداشت کولې شی چې داسې په تعدئ کښې په اربونو روپئ تاسو په قرضو باندې منصوبې جوړوئ او هغه بیا تاسو ګروی هم ایږدئ نو سپیکر صاحب! دهړا دهړ بهرتیانې اوشوې بغیر د منصوبندئ نه او مالی بحران راغلو، او بیا د هغې وجې نه زمونږ حلقو کښې چې کوم ترقیاتی کارونه هسې به هم نه کیدل، مونږ ته هسې هم د شیئر هغه حصه نه ملاویده او بیا د دې وجې نه، د هغه مالی بحران د وجې نه، بغیر د منصوبه بندئ د وجې نه دا پیسې بیا لاړې شی، هلته بیا اولګی، سپیکر صاحب! زما ورور په تعلیمی نظام باندې، هسپتال باندې به مونږ څه بحث اوکړو، سپیکر صاحب! تعلیمی ایمرجنسی، نعرے لګولې کیږی او زما په حلقه کښې پینځه پینځه، اته اته کلومیټره ماشوم پیدل سکول ته ځی، یو سکول هم نه دے تیار شوے، تر اوسه پورې دا ټول ممبران لګیا دی، اولنۍ ورځ نه لګیا دی، یو سکول هم اوښایه مونږ ته چې په کومه حلقه کښې سکول تیار شوے دے، په دې څلور پینځو کالو کښې زما په حلقه کښې ماشوم به یا به په ټاټ باندې ناست وی، سبق وائی، یا به دومره کلومیټر هغه پیدل ځی، دلته په نوښار کښې به په سکولونو باندې، سکولونه جوړیږی، یونیورسټیانې به جوړیږی، ډګری کالج به

جوړیږی، سپیکر صاحب! دا کوم انصاف دے، دې ته لږ د وسائلو تقسیم د پسماندګئ په بنیاد باندې هم لږ پکار دی، د آبادئ په بنیاد باندې هم پکار ده، دې خبرو ته کتل غواړی، هلته زما په حلقه کښې یو ډسپنسری نه جوړیږی، یو ډسپنسری یو بی ایچ یو نه جوړیږی او دلته هسپتالونه او پته نه لګی څه څه جوړیږی، هلته د بے روزګارئ حد تمام دے او دلته روزګار د پاره د خپلې حلقې خلقو له هغه روزګار ورکولو د پاره منصوبې جوړیږی نو داسې بجټ باندې به مونږه څه خبره اوکړو، هسپتالونو کښې چې کوم ماهر ډاکټران وو، هغه ټول لاړل، هجرت ئے اوکړو، زمونږ سرکاری چې کوم ډاکټرز وو، په دې صوبه کښې هغه زمونږ د دې صوبې اثاثه وه، پورا په دې ملک کښې، پورا په دې دنیا کښې، د هغوی تعریفونه به کیدل، هغه ډاکټران زمونږ د دې صوبې د پالیسئ د لاسه هغه روان دی، بهر ته او بهر نه نا اهله ډاکټران چې کوم دی، هغه زمونږ دې هسپتالونو ته راروان دی۔ سپیکر صاحب! ترقیاتی فنډ پورا د دې صوبې وسائل چې کوم دی، هغه په درے ضلعو باندې لګی۔ آیا د دې صوبې د خلقو په دې وسائلو باندې حق نشته؟ یا هغوی ته دا حق نه دے حاصل چې هغوی خپل د پسماندګئ کمولو د پاره آواز اوچت کړی یا خپل چې د هغه علاقو حق رسی، هغوی هغه خبره اوکړی نو سپیکر صاحب! زما حلقې، زما په خیال دا بحث به بل طرفته لاړ شی، زه د هغه اے ډی پی ذکر به اوکړم چې کوم سکیمونه په اے ډی پی کښې شامل دی، زما د حلقې سکیمونه په اے ډی پی کښې شامل دی او هغې له پیسې نه ورکولې کیږی، آیا دا منصوبې به په 2030 کښې مکمل کیږی؟ دا د دې حکومت منصوبې دی، په دې حکومت کښې شروع شوی دی، پکار ده چې هم په دې حکومت کښې د ننه مکمل شی، د کړوړها روپو منصوبه وی چې د څه سات کروړ روپو منصوبه ده، دس دس لاکه روپۍ ورله ورکوی، دا د کوم ځائے انصاف دے؟ آیا د ټولې صوبې سکیمونه یو شان دی؟ آن ګوئنګ سکیمونه، یا ئے یو شان اوچلوئ، او یا چې هغه پریږدئ او نوی سکیمونه واخلئ نو خپلو حلقو کښې د هغې د پاره نوښار کښې سو پرسنټ پیسې ورکولې کیږی او شانګله کښې نه ورکولې کیږی۔ دا زیاتې دے، دلته زمونږ د پیښور ممبر صاحب هم ناست دے۔ کیړئ موړ، سر دا روډ دے، سسوبې، کړمنګ، ګیلونړئ روډ دے،

رانیال، چیچلو، شاهتوت، شاهپور لوړې، بنړ، خوړګۍ، بوټیال، خټکسر، کوز کنړاؤ، اوچ لاس، سپیکر صاحب! دا هغه روډونه دی چې کوم اے ډی پی کښې Already شامل دی، دې باندې هلته کار روان دی، هلته خلق کنځل کوی، ځکه چې د هغه روډونو هغه مخکښنې شکل ئے بدل کړو، هغه مخکښې ورځو کښې سپیکر صاحب! وزیر اعلیٰ صاحب، تلې وو، شانګلې ته تلې دے باقاعده او هلته هغه اعلانات ئے دهراؤ کړل، کوم اعلانات چې بلدیاتی الیکشن نه مخکښې عمران خان تلې وو، وزیر اعلیٰ تلې وو شانګلے ته، د بلدیاتی الیکشن کیمپین ئے کړے وو او هلته ئے اعلانات کړی وو، درے کاله پس دې ځائے نه بیا وزیر اعلیٰ صاحب ځی او هلته بیا هغه اعلانات کوی، دا د افسوس خبره ده، پکار ده چې دا اے ډی پی کښې شامل کړی۔ زمونږه جی، د بشام ګراؤنډ عمران خان اعلان کړے وو، دوه میاشتو کښې به جوړیږی، درے نیم کاله اوشول او تراوسه پورې جوړ نه شو۔ زمونږه په لینونړئ کښې ګراؤنډ دے، تراوسه پورې نه زمکه اخستې شوے ده، نه هغې باندې څه کار روان شوے دے او دا حکومت پورا کیدو طرفته روان دے، ډګری، دا په دې بجټ کښې د ګراؤنډونو خبره کیږی چې دومره ګراؤنډونه مونږه مزید جوړوو، هغه ګراؤنډونه کوم چې د پارټئ سربراه او د صوبې چیف ایګزیکټیو اعلان کوی، درے نیم کاله مخکښې او دوه میاشتې مخکښې هغه اوس نه جوړیږی، هغه تراوسه پورې جوړ نه شو، دوئ په بجټ کښې نور اعلانات څه اوکړی، سپیکرصاحب! ډګری کالج، زمونږ د بشام خلقو ډګری کالج زمونږه حق دے، وزیراعلیٰ صاحب هلته اعلان کړے دے او تراوسه پورې په هغې څه عملی قدم، دا بجټ تیر شو بیا به دا ډګری کالج د کوم ځائے نه راځی، سپیکر صاحب! پکار دا ده چې غربند کښې هم ډګری کالج جوړ شی، په تهانړه کښې هم ډګری کالج جوړ شی، سپیکر صاحب! قدرتی آفات د پاره زه لږ ټائم اخلم، ستاسو په اجازت سره، تاسو راغلی وئ بشام ته، کله چې په شانګله کښې فلډ راغلو، شانګله آفت زده ډکلیئر شوه او هلته روډونه بند شو، واټر سپلائی سکیمونه، دا عمارتونه ته نقصان اورسیدو، تاسو هلته دا اعلان اوکړو چې 1122 اداره به په شانګله کښې جوړیږی او ځکه به جوړیږی چې دلته قدرتی آفاتو سامنا ده، بار بار دا سیلاب دلته راځی، زلزله دلته راځی، تراوسه پورې

جی، هغه 1122 اداره جوړ نه شوه، تاسو ته زما دا درخواست دے چې برائے مهربانی زمونږ دا کوم روډونه چې ما ذکر اوکړو، دې ته مکمل پیسې ورکړئ چې دا روډونه تیار شی یا 1122 په دې بجټ کښې Kindly سپیکر صاحب! تاسو نه زمونږه امید هم دا دے، تاسو هلته علاقې ته راغلی ئے او ټولو خلقو لیدلی ئے او پخپله تاسو خبرې کړی دی، 1122 اداره چې کومه ده، دا دې شانګله کښې د دې باقاعده اعلان دے اوشی او هلته دې جوړه شی۔ دریم جی، زمونږ د شانګلې خلق چې کوم دی، هغه همیشه دلته، زه دا یادومه چې 70% زمونږ پوره د ملک کوم چې هغه مین ورکرز دی، هغه زمونږ د شانګلې، زمونږ د شانګلې آبادی هم ټوله په غرونو کښې آباده ده، بیا په دې صوبه کښې په قبائلو کښې پوره پاکستان کښې مین ورکرز د شانګلې نه ځی نو حق دا دے چې شانګله کښې دې د مین ورکرز د بحالئ د پاره د ادارې اعلان په دې بجټ کښې دې اوشی۔ دوئم چې مخکښې ورکنګ فوکس سکول، د دې دغه به جی، نو هلته شامل شوے وو او تر اوسه پورې ورکنګ فوکس سکول بیا بجټ نه لرې شوے دے، د اے ډی پی کتاب نه لرې شوے دے، دا زما یو ریکویسټ دے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

جناب محمد رشاد خان: مختصر جی، مختصر خبره۔ زه هغه خپله خبره ختمومه، این ټی ایس اساتذه ډیر زیات پرامید دی چې د هغوی ریګولرائزیشن اوشی، سپیکر صاحب! دې حکومت دا بهرتی کړے ده، پکار دا ده چې دا کریډټ هم دوئ واخلی، د هغوی ریګولرائزیشن دې اوکړی، دا نه چې راتلونکی حکومت کښې یو د هغوی د پاره یو مسئله پریږدی او بله دا، کوم سرکاری استاذانو د پاره دا 10 پرسنټ اعلان شوے دے، دا د خلقو سره ګپ دے، مذاق دے۔ برائے مهربانی اساتذه د پاره هغه اعلان چې کوم دے، هغه 30 پرسنټ ته Propose شی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میاں ضیاء الرحمان صاحب!

میاں ضیاء الرحمان: اعوذباالله من الشیطان الرجیم۔ بسم الله الرحمان الرحیم۔ الحمدالله رب العالمین والصلواة والسلام علیٰ رحمت اللعالمین۔ جناب سپیکر! میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ 18-2017ء پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا اور یہ آج کی بات نہیں ہے، میں آپ کا

خصوصی طور پر مشکور ہوں کہ ہمارا کوئی مسئلہ کبھی بھی ہوا ہے تو اللہ کے فضل و کرم سے آپ نے ذاتی دلچسپی لی ہے اور ہر معاملے میں ہمارے ساتھ آپ کا بھرپور تعاون رہا ہے، چار بجٹ پہلے گزرے اور یہ پانچواں بجٹ اللہ کے فضل و کرم سے اس اسمبلی کا جس پر آج بحث ہو رہی ہے تو میں اس پر وزیر خزانہ کو اور پوری حکومت کو مبارکباد دیتا ہوں Good faith میں، جمہوری لحاظ سے واقعی یہ اللہ کے فضل و کرم سے بہت بڑی بات ہے کہ یہ مسلسل ہماری تیسری جمہوری حکومت ہے، جو اپنا آئینی ٹائم پورا کر رہی ہے، لیکن چار بجٹوں کی طرح یہ بجٹ بھی یقیناً ہمارے لئے انتہائی مایوس کن بجٹ ہے اور پانچ سالوں میں حلقہ پی کے 54 کی میں بات کروں گا، جس کی مجھ پر ذمہ داری ہے، اس کو بری طرح نظر انداز کیا گیا اور پانچ سالوں میں، آپ کو پتہ ہے کہ بالاکوٹ 8 اکتوبر 2005ء کے زلزلے کا مرکز تھا اور اس زلزلے پر دنیا بھر میں، چاہے یہودی تھے، چاہے عیسائی تھے، چاہے دنیا کے کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے تھے تو انہوں نے بالاکوٹ کے عوام کے ساتھ اور زلزلہ زدہ علاقہ کے عوام کے ساتھ انتہائی ہمدردی کی اور دنیا بھر سے لوگوں نے تعاون کیا، لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ وہ کلمہ گو مسلمان ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب کو ان کی حالت پر کوئی رحم نہیں آیا اور اس حکومت کو ان کی حالت پر کوئی رحم نہیں آیا اور واحد ایک ہماری تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال تھی جو 15-2014ء کے بجٹ میں جس کیلئے پانچ سو ملین روپے رکھے گئے، زمین کا انتقال ہوا، زمین بھی کلیئر ہو گئی لیکن اس بجٹ میں ہمارے ساتھ ایک انتہائی سنگین مذاق کیا گیا اور صرف 10 ملین روپے اس ہسپتال کیلئے رکھے گئے ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ بالاکوٹ کے لوگوں کے ساتھ ایک سنگین مذاق ہے اور افسوس کہ مسلمان اور کلمہ گو ہونے کے باوجود ان کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے، حالانکہ دنیا کے یہودی تھے، دنیا کے عیسائی تھے، ہندو تھے کسی۔۔۔۔

<u>ایک رکن</u>: مسیح۔

<u>میاں ضیاء الرحمان</u>: میرے خیال میں یہ بھی احترام والا لفظ تھا، چاہے مسیح برادری تھی، چاہے یہودی برادری تھی یا کوئی بھی تھا، میں معذرت چاہتا ہوں، اگر آپ کی دل آزاری ہوئی ہو، میں اس کو بھی ناقابل عزت لفظ سمجھتا تھا، اس لئے بول رہا تھا تو بہر حال وزیر اعلیٰ صاحب کو ان پر کوئی رحم نہیں آیا اور ہمارے ساتھ وہ بھی ایک سنگین مذاق ہوا اور اس کے علاوہ پانچ سالوں میں وزیر اعلیٰ صاحب نے جو بھی بات کی ہے، مجھے افسوس ہی رہے گا کہ کاش ان کی ایک بات بھی جو ہے وہ اس کو پورا کر دیتے، حالانکہ مسلمان کیلئے تین باتیں انتہائی اہم ہیں کہ مسلمان کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا، مسلمان کبھی خیانت نہیں کرتا اور مسلمان کبھی

جھوٹ نہیں بولتا، لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ پانچ سالوں میں وزیر اعلیٰ صاحب نے میرے ساتھ قدم قدم پر وعدہ خلافی کی، قدم قدم پر جو کچھ انہوں نے کہا وہ اس پر پورا نہیں اترے اور آخر میں ہمارے ساتھ اس بجٹ میں پھر مذاق کیا گیا ہے، کیونکہ 10 ملین رکھنا میرے خیال میں، اس سے اگر وہ نہ رکھتے تو زیادہ اچھی بات تھی اور اس کے علاوہ بکریال کا جو معاملہ ہے، میں ایک دفعہ پھر، آپ کا شکریہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: لے لیں۔

(اس مرحلہ پر ہاؤس کے اندر ایجنڈے کی ہارڈ کاپیاں تقسیم کی گئیں)

جناب سپیکر: آپ کی نظر بچ گئی نا، آپ کی نظر بچ گئی، چلو ہمیں خوشی ہے کہ آپ کی نظر بچ گئی۔

میاں ضیاء الرحمان: ہماری نظر بھی بچاؤ۔ سپیکر صاحب! میں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کروں گا، بکریال سٹی کے معاملہ کیلئے اور آپ نے اتنا بڑا تعاون کیا اور اللہ کے فضل و کرم سے میں یہاں پر، ہماری Relief and rehabilitation committee کے چیئرمین اپنے بھائی محمد علی خان صاحب کا نام نہ لوں تو یہ ایک انتہائی زیادتی کی بات ہو گی کہ جنہوں نے اپنا ذاتی، میں ان کا نام نہ لوں تو یہ انتہائی زیادتی ہو گی، ناانصافی ہو گی (تالیاں) جنہوں نے اپنا ذاتی معاملہ سمجھتے ہوئے، آپ نے اس کو اپنا ذاتی معاملہ سمجھا اور اللہ کے فضل و کرم سے وہ حل کے قریب ہے اور آپ کی کوششوں کو اور آپ کے اخلاص کو جناب چیئرمین صاحب! میں سلام پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ اس کمیٹی کے ممبران کا بھی میں اگر ذکر نہ کروں، بخت بیدار خان صاحب کا اور یاسین خان خلیل صاحب کا، صاحبزادہ ثناء اللہ صاحب کا اور باقی بھی جتنے بھی ممبران ہیں تو یہ بھی ایک زیادتی ہو گی، لیکن وزیر اعلیٰ صاحب نے ہمارے ساتھ کیا کیا کہ 14 اپریل کو میرے خلاف فیصلہ ہو گیا، میں Deseat ہو گیا تو جناب سپیکر! انتہائی زیادتی کی بات ہے کہ 28 اپریل کو وزیر اعلیٰ صاحب نے جو مجھ سے ہارا ہے اور تیسرے نمبر پر آیا ہے ایک Candidate تھا، اس کو بلا کر بکریال کا کریڈٹ بھی اس کو دینے کی کوشش کی حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب یہ وقت ہے، یہ گزر جاتا ہے، بڑے بڑے لوگ آئے اور چلے گئے اور آپ بھی چلے جائیں گے اور کسی کی داستاں تک بھی نہیں رہتی ہے داستانوں میں، ہاں اگر کوئی اچھا کام کرتا ہو تو ضرور وہ تاریخ کے صفحات میں زندہ و جاوید ہو جاتا ہے اور اسے کبھی کوئی فراموش نہیں کر سکتا، تو وہ میرے ساتھ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک انتہائی زیادتی کی اور جناب سپیکر صاحب! روڈوں کو دیکھا جائے، ہسپتال سب سے بڑی چیز ہے اور آپ کے سامنے میں آج یہ بات کر رہا ہوں اور اللہ کے فضل و کرم سے میں بری الذمہ

ہوں کیوں؟ پہلے دن سے بالاکوٹ کی ہسپتال کی بات، بکریال کی بات، اگر میں نے نہ کی ہو تو میں بالاکوٹ کے عوام کا مجرم ہوں، لیکن اگر میں نے یہ پہلے دن سے کی ہے تو اللہ کے فضل و کرم سے میں بری الذمہ ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب جانیں، حکومت جانیں، بالاکوٹ کے عوام جانیں اور اللہ جانیں اور ان کی قبریں جانیں، کیونکہ انہوں نے کوئی کام اس پر نہیں کیا اور اسی طرح ہم نے باقی بھی جو بات کی ہے اس کو ردی کی ٹوکری میں ڈالا گیا ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ۔ جی، ضیاء الرحمان صاحب! بس Conclude کریں۔

<u>میاں ضیاء الرحمان:</u> تو میں ایک بات کروں گا، آپ کی حکومت کا۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> اللہ ہمیں بچائے، اللہ ہمیں بچائے۔

<u>میاں ضیاء الرحمان:</u> تو آپ نے، جن لوگوں نے اچھا کردار ادا کیا ہے، ہم منافق نہیں ہیں، ان کی تعریف پہلے بھی کی ہے، اب بھی کر رہے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے، بلکہ تاریخ خود جو ہے، اللہ کے فضل و کرم سے دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ انہیں بہتر اس کا اجر عطا کرے گا، آپ کو بھی اور باقی بھی جن لوگوں نے تعاون کیا۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> مہربانی۔

<u>میاں ضیاء الرحمان:</u> تو میں سر، صرف دو تین منٹ، سر، یہ ہمارا ایک موقع ہوتا ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> مہربانی، کافی لوگ رہ گئے ہیں، ان کو بھی بات کرنا ہے۔

<u>میاں ضیاء الرحمان:</u> سر! جعفر شاہ صاحب یہاں پر نہیں ہیں، انہوں نے جو چائنا کو گدھے آپ نے سپلائی کرنے کا کاروبار شروع کیا ہے تو اس کے اعداد و شمار انہیں فراہم نہیں کئے گئے اور اس سے پہلے گورنمنٹ نے جو چوہوں کا کام کیا تھا وہ بھی اچھا کام تھا، لیکن میں ایک اور معاملے کی طرف۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> وائنڈ اپ کریں پلیز۔

<u>میاں ضیاء الرحمان:</u> حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پورے ملک میں اور ہمارے صوبے میں کتوں نے لوگوں کے ناک میں دم کیا ہوا ہے اور کتوں کا جو ہے، آپ ضرور معاہدہ کریں، چائنا کے ساتھ کیونکہ گورنمنٹ کا اب یہی کام رہ گیا ہے۔

<u>جناب سپیکر:</u> میڈم ثوبیہ شاہد پلیز!۔

<u>محترمہ نگہت اورکزئی:</u> جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: آپ سب سے آخر میں،آپ تو بڑی لیڈر ہیں نا،اس کے بعد آپ کو دے دیں گے۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: میڈم ہاں، میڈم پہلے کر لیں، پھر اس کے بعد میں۔۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا، میڈم پہلے کریں، چلو جی۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: میڈم پہلے آپ کر لیں، پھر اس کے بعد میں کر لیتی ہوں، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، میڈم نگہت اورکزئی!۔

محترمہ نگہت اورکزئی: شکریہ۔ جناب سپیکر صاحب! دیر آید درست آید، سب سے پہلے تو میں خیبر پختونخوا کو یہ پانچواں بجٹ پیش کرنے پر اور تمام اسمبلیوں کو پانچواں بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور یہ اس لئے کہ یہ محترمہ شہید بی بی رانی اور آصف علی زرداری صاحب کی مفاہمت اور جمہوریت کی جو داستان تھی وہ لکھی گئی کہ تمام اسمبلیوں نے اب 10 سال پوری کر لئے، میں شہید بی بی رانی کو خراج عقیدت اور آصف علی زرداری کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں اور یہ بات بھی یہاں پر ضرور کرنا چاہوں گی کہ جس نے بھی شہید بی بی رانی کے لہو کے ساتھ غداری کی وہ لوگ نہ کبھی دنیا میں اور نہ کبھی آخرت میں صحیح مقام حاصل کر سکیں گے۔اب آتی ہوں جناب سپیکر صاحب!اور یہاں پر ایک اور بات بھی ضرور کرنا چاہوں گی کہ سی پیک، سی پیک کا بڑا رولا پڑا ہوا ہے، ہر بندہ اس کا کریڈٹ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ لوگوں کو یہ سمجھنا چاہیئے، جو اس وقت سی پیک کا بڑا رولا یہ کر رہے ہیں کہ جی ہم نے یہ کر دیا، ہم نے وہ کر دیا تو سمجھنے والوں کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ سی پیک جو ہے یہ پریذیڈنٹ آف پاکستان آصف علی زرداری کا یہ بے بی تھا، جو کہ اب پھل پھول کے جوان ہو گیا ہے اور پورے پاکستان کو اس کی ترقیاں مل رہی ہیں، کوئی یہ نہ بھولے کہ پریذیڈنٹ آف پاکستان آصف علی زرداری جب پریذیڈنٹ تھے تو انہوں نے چائنا جا کر اس کے دستخط کئے تھے، تو یہ کریڈٹ صرف آصف علی زرداری صاحب کو جاتا ہے جو کہ آج جوان ہو گیا ہے۔ جناب سپیکر صاحب! میں تھوڑا سا پچھلے، مجھے آپ تھوڑا سا ٹائم دیں گے کہ پچھلے بجٹ کو میں اس بجٹ کے ساتھ تھوڑا سا Compare کروں گی تو مجھے تھوڑا سا آپ نے ٹائم دینا ہے کہ پچھلا جو 17-2016 کا جو بجٹ تھا، اس میں 46 پرسنٹ جو ٹوٹل بجٹ تھا، وہ یہ گورنمنٹ Utilize نہ کر سکی، اب اگر میں اس پر جاؤں تو مجھے صرف دو تین جو ہے اس پر بات کرنی ہے جو کہ بہت Important ہیں، ایک تو صحت کا ہے، جس میں 17.5 بلین رکھے گئے تھے اور 4.7 بلین جو تھے وہ اس میں خرچ ہوئے ہیں، اسی طرح انرجی اینڈ پاور میں 298.6 بلین رکھے گئے تھے، 22.7 بلین ریلیز

ہوئے، 2 بلین جو ہیں اس میں وہ خرچ ہوئے، اسی طرح فوڈ میں دیکھ لیں، انفارمیشن میں دیکھ لیں، سارے یہ میرے پاس ہیں، ایجوکیشن میں دیکھ لیں، 44 بلین اس میں ریلیز ہوئے، 9 بلین اس میں خرچ ہوئے، اسی طرح ٹرانسپورٹ میں ہیں، اسی طرح لیبر میں ہیں، تو میں اس میں نہیں جانا چاہوں گی، کیونکہ مجھے اصل بجٹ کی طرف آنا ہے تو اصل بجٹ میں سب سے پہلے تو یہ ہے کہ صحت کا شعبہ جو ہے، صحت کے شعبے میں ہر حکومت جو ہے وہ چاہتی ہے کہ وہ اس کا ہر شہری صحتمند ہو، جب صحت کے شعبے میں ہر شہری صحت مند ہوگا تو ظاہر ہے کہ وہ تعلیم بھی اچھی کرے گا، جب بچہ صحت مند ہوگا تو وہ اچھی تعلیم بھی حاصل کرے گا اور اس میں سب سے بڑا کردار جو ہوتا ہے، جناب سپیکر صاحب! یہ بڑے بڑے ہسپتالوں میں جو یہ بیماریاں ہوتی ہیں وہ بڑی بیماریوں کی روک تھام جو ہے وہ بڑے ہسپتالوں میں نہیں ہوتی ہے، اس کیلئے بی ایچ یو اور یہ جو دوسرے ہوتے ہیں، بیماریوں کی روک تھام بی ایچ یوز میں ہوتی ہے جو ہر ڈسٹرکٹ اور ہر ڈویژن میں آپ نے بنانے ہوتے ہیں، اور جو بڑے ہاسپٹلز ہوتے ہیں ان میں ان آپریشنز، سرجریز یا بڑی بڑی بیماریوں کا علاج ہوتا ہے، ان بی ایچ یوز میں جو دوسری بیماریاں ہوتی ہیں ان کا علاج مشکل سے ہوتا ہے۔ جناب سپیکر صاحب! یہاں پہ میں یہ بات ضرور کرنا چاہوں گی کہ صحت کے شعبے میں جو قانون سازی کی گئی ہے، وہ صرف ایم ٹی آئی تک محدود ہے اور اگر ایم ٹی آئی تک جو قانون سازی محدود ہے اور بیماریوں کی روک تھام کیلئے حکومت نے جو کرنا ہے وہ نہیں کر سکی، ابھی تک Sorry to say، جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ بیماریوں کا علاج بڑی ہسپتالوں میں نہیں ہو سکتا، بی ایچ یو اس کیلئے بہترین ہیں، وہ جو میری Suggestion ہے، اس سے یہ ہوتا کہ بڑی ہسپتالوں میں 75 پرسنٹ جو رش ہے وہ کم ہو جانا ہے، لیکن موجودہ حکومت نے اس پہ کسی قسم کی توجہ نہیں دی ہے، ایم آئی ٹی موم کی وہ ناک ہے جس کو جس طرف دھکیلا جائے، جس طرف لیا جائے وہ اسی طرف مڑ جاتی ہے، ایم آئی ٹیز میں آئی بی پی کے نام پہ پرائیویٹ پریکٹس کا آغاز ہو چکا ہے جو پرائیویٹائزیشن کی جانب بہت بڑا قدم ہے، آج ہسپتالوں میں داخل ہونے والے غریب کو دوائی نہیں ملتی، جبکہ پرائیویٹ مریضوں کو ہر چیز میسر ہے، دوائی بھی، بیڈ بھی، ہر چیز، مجھے بتائے پرائیویٹائزیشن اور کس کو کہتے ہے، کیا یہ پرائیویٹائزیشن کی طرف ہمارا پہلا قدم نہیں ہے؟ سپیشلسٹ کیلئے ادارہ جی ایم ٹی اگر اس کو تحلیل کر دیا جاتا ہے تو ایل آر ایچ کی رجسٹریشن جو ہے وہ منسوخ ہونے کیلئے تیار ہے، یہ اگر منسوخ ہو گئی تو ایل آر ایچ جو ہے تو وہ بالکل ختم ہو جائے گی۔ جناب سپیکر صاحب! یہاں ہم بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ باہر سے لوگ آ رہے ہیں، باہر سے بہت بڑے بڑے

ڈاکٹرز جو ہیں وہ کوئی کینڈا سے آرہا ہے، کوئی یورپ سے آرہا ہے، کوئی برطانیہ سے آرہا ہے، کوئی کہاں سے آرہا ہے، جب وہ اپنی تعلیم ختم کرتے ہیں تو وہ ضرور آتے ہیں، اپنے ملک میں آتے ہیں لیکن وہ Permanent آتے ہیں، ایسا نہیں ہے کہ واشنگٹن میں بیٹھا ہوا ایک شخص آئے اور وہ ایک مہینہ یہاں پہ گزارے اور وہ Dictate کرے، لاکھوں کی سیلری لے اور پھر اس کے بعد وہ یہاں سے سارا کچھ یہاں کی Facilities انجوائے کرے، جبکہ اس کے پاس شناختی کارڈ پاکستان کا نہیں ہے، اس کے پاس پاسپورٹ پاکستان کا نہیں ہے، اس کے پاس پاکستان کے کسی قسم کے کوئی Relevant documents نہیں ہیں تو وہ ہمارے نظام کو کیسے چلائے گا؟ جناب سپیکر صاحب! یہ لوگ جوینگ ڈاکٹرز جو فوت ہوئے ہیں، ان کو ابھی تک اس حکومت نے، کیونکہ صحت ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس سے ہم اور آپ سب گزر سکتے ہیں، اگر ینگ ڈاکٹرز جو فوت ہو چکے ہیں، ان کو نہ معاوضہ دیا گیا اور نہ ہی ان کے والدین کو تسلی کرائی گئی، کیا یہ ینگ ڈاکٹرز جو اتنا پڑھ کر آتے ہیں اور ہاؤس جاب کرتے ہیں اور جب فوت ہو جاتے ہیں تو ان کا کوئی والی وارث نہیں ہوتا، ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا، وہ ڈھیر کا کچرا بن جاتے ہیں، ان کو اٹھایا اور ان کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ جناب سپیکر صاحب! میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں، وزیر صحت صاحب یہاں پہ نہیں، میری ان سے 10 دفعہ یہ بات ہوئی، جناب سپیکر صاحب! آپ سے میری بات آئس پہ ہوئی، نشے پہ ہوئی، یہاں پہ آپ نے بات کی، نشے پہ بات کی کہ ہم نے نشے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی، ہم نے لوگوں کو ریلیف دیا، ہم نے یہ کیا، ہم نے وہ کیا، آپ کا اقدام سو دفعہ بسم اللہ، ہم اس کو Appreciate کرتے ہیں، لیکن جناب سپیکر صاحب! میری یہاں پہ تین لوگوں سے، آپ نے اس پر کمیٹی بنانے کا وعدہ بھی کیا تھا لیکن آپ نے بالکل بل اس پہ منظور کرایا، آپ نے سود پہ بل منظور کروایا، آپ نے Transgender کیلئے یہاں پہ 20 کروڑ روپے رکھے، آپ نے ان ینگ ڈاکٹرز کیلئے کیا کیا؟ یہاں پہ ایل آر ایچ میں مجھے اس کا جواب دیا جائے، جناب سپیکر صاحب کہ یہاں پہ ایل آر ایچ میں ایک ڈاکٹر دو دو عہدوں پر کیا کر رہا ہے، دو دو عہدوں کی تنخواہ کیوں لے رہا ہے؟ جناب سپیکر صاحب! اگر ہم پرائیویٹائزیشن کی طرف جاتے ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: میڈم ٹائم، ٹائم کا پلیز، آپ ٹائم کو۔

محترمہ نگہت اورکزئی: نہیں، میں بالکل سر، مختصر طور پہ آتی ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں مختصر کریں جی۔

محترمہ نگہت اورکزئی: اگر ہم پرائیویٹائزیشن کی طرف گئے، آج جناب 20 دن ہو گئے ہیں، آج جناب 20 دن ہو گئے ہیں، ینگ ڈاکٹرز ہڑتال پہ بیٹھے ہوئے ہیں، کیا کوئی گورنمنٹ کا، پہلے بھی ہڑتالیں ہوتی رہی ہیں، پہلے بھی سب کچھ ہوتا رہا ہے لیکن کیا کوئی وفد آپ کا، آپ کو جب پتہ چلتا ہے، آپ جاتے ہیں، مجھے یقین ہے کہ جب آپ کی نالج میں بات آتی ہے، آپ جاتے ہیں لیکن اسمبلی کے باہر ان کا کیمپ لگا ہوا ہے، ان کے دو بندے جو Hunger strike پہ تھے، پولیس ان کو لے گی لیکن میں پولیس کے آئی جی کو Appreciate کروں گی کہ جب میری ان سے بات ہوئی تو انہوں نے ان کو چھوڑ دیا۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ میڈم! آپ جو ہے نا، بجٹ کے بغیر، بجٹ کے علاوہ اور چیزوں پہ مطلب آپ۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! بس ایک دو منٹ میں Transgender کی طرف آ رہی ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر: بس پلیز، وائنڈ اپ کریں۔

محترمہ نگہت اورکزئی: سر، بس Transgender کی طرف آ رہی ہوں، سر، Transgender کی طرف آ رہی ہوں سر، Transgender کے 20 کروڑ روپے کہاں گئے، مجھے اس کا پتہ نہیں ہے؟ Transgender کے وہ 20 کروڑ روپے کسی فلاحی منصوبے پر اگر لگ جاتے تو بہت بہتر ہوتا، میں یہاں پہ اسمبلی میں آپ کے توسط سے یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ اس اسمبلی میں بل لایا جائے، Transgender کی فلاح و بہبود کیلئے اور اس بل میں یہ لکھا جائے کہ جو والدین اپنے بچوں کو، ایسے Transgender بچوں کو Disown کرتے ہیں تو وہ والدین جرم کے مرتکب ہوں گے، دوسری بات۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر! آپ نے یہاں پہ وومن کمیشن کا لکھا لیکن ایک بل جو کہ پورے پاکستان میں Introduce ہو چکا ہے وہ ابھی تک اس صوبے میں لاگو نہیں ہوا، ایک پیٹیشنر ہائی کورٹ میں گئی ہے جو کہ Harassment کا بل ہے جو ابھی تک صوبہ کے پی کے میں لاگو نہیں ہوا، جبکہ تینوں صوبوں میں وہ لاگو ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شاہ فرمان خان پلیز! شاہ فرمان خان! وہ ایک پرسنل، جی شاہ فرمان خان!

جناب شاہ فرمان (وزیر آبنوشی و محنت): شکریہ۔ جناب سپیکر! جب بجٹ کے اوپر بحث ہے اور جب کبھی کہیں سے Objection آتا ہو اور اس کے اندر Statistical detail میں غلطی ہو یا Statement کے اندر Correct، مطلب Incorrect ہو تو اس کو Respond کرنا پڑتا ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ بتاؤں کہ نوشیروان برکی صاحب کوئی تنخواہ نہیں لے رہے، ایک روپیہ تنخواہ نہیں لے رہے، نہ مراعات لے رہے ہیں، لہذا میں کہتا ہوں کہ یہ ایک سیریس الزام ہے، اس کی ویریفیکیشن کے بعد ہی Statement جاری کرنی چاہیئے، ایک ایسے بندے کے اوپر جو کہ مفت میں ٹائم بھی دے رہا ہے اور ہیلتھ کیلئے کام بھی کر رہا ہے، اس کے اوپر یہ بات کرنا کہ کروڑوں روپے، لاکھوں روپے کی تنخواہ لے رہا ہے، یہ غلط ہے۔ دوسری بات ایم ٹی آئی جو کہ پوری دنیا کے اندر یہ مشہور ہے اور یہ ایک Successful نظام ہے، اس کے اوپر کئی حکومتوں نے کوشش کی ہے، جناب سپیکر! کئی حکومتوں نے کوشش کی ہے، پرویز مشرف صاحب نے کوشش کی ہے، اس سے پہلے حکومتوں نے کوشش کی ہے اور یہ پاکستان تحریک انصاف کی حکومت ہے جو ڈٹی رہی اور اس کو کامیاب کرانے میں ہم کامیاب ہو گئے، دو دو، تین تین سال تک Litigation ہوئی، Stay orders آئے لیکن ہم پیچھے نہیں ہٹے، لہذا یا تو کوئی یہ کہے کہ ایم ٹی آئی سسٹم ناکام ہے تو اس کے اوپر تو بات ہو سکتی ہے، اگر کامیاب ہے تو اس سے پہلی حکومتوں نے کوشش کی وہ کیوں نہیں کامیاب کرا سکے اور ہم نے کیوں کامیاب کرایا؟ تیسری بات آج 51 پرسنٹ فیملیز کیلئے صحت کارڈز ہیں، اب اس سال 69 پرسنٹ فیملیز تک یہ بات پہنچ جائے گی۔ ٹوٹل آبادی 2 کروڑ 80 لاکھ کے قریب ہے خیبر پختونخوا کی، جس میں سے ایک کروڑ 92 لاکھ لوگوں کو صحت کی انشورنس مل رہی ہے، غریب آدمی کو یہ فکر نہیں ہے کہ اس کے بچے بیمار ہو گئے تو کیا بنے گا، اس کی فیملی بیمار ہو گئی تو کیا بنے گا؟ 2 کروڑ 80 لاکھ میں سے 1 کروڑ 92 لاکھ کو صحت کی انشورنس اور وہ جو بندہ اس کا خالق ہے، جو بندہ یہ کام کر رہا ہے اور بغیر تنخواہ کے کر رہا ہے، اس کے اوپر ہم الزامات لگا رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن اور گورنمنٹ کا یہ مطلب نہیں کہ جو گورنمنٹ کہے وہ اپوزیشن کہے، یہ غلط ہے یا جو اپوزیشن کہے وہ گورنمنٹ کہے کہ یہ غلط ہے، ہیلتھ منسٹر صاحب آ گئے، باقی یہ Explain کر لیں گے۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ آپ نے پورا Explain کر دیا، آپ نے بہت اچھے طریقے سے۔

وزیر آبنوشی و محنت: لیکن جناب سپیکر! میں یہ سارے آنریبل ممبر سے کہ ایک پولیٹیکل بات ہوتی ہے، جب آپ Statistics کے اوپر بات کرتے ہیں، جب آپ پالیسی کے اوپر بات کرتے ہیں تو میری سب

سے ریکویسٹ ہے کہ کوئی پانچ منٹ نکالا کریں، کوئی 10 منٹ نکالا کریں، کوئی کاغذ پڑھ کر جواب دیا کریں، کوئی کاغذ پڑھ کے اعتراض کریں، یہ جلسے کی تقریر اور اسمبلی کی تقریر میں فرق ہونا چاہیئے، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: ثوبیہ شاہد۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: تھینک یو۔ جناب سپیکر صاحب کہ آپ نے موقع دیا ہے، اس آخری بجٹ میں بولنے کیلئے، اول خو به جناب سپیکر صاحب! زه دا وئیلې شم چې د سی پیک خبره میډم یاده کړه نو سی پیک چې کوم دے ، که د دې د کریډټ د تلو خبره وی نودا اول سوچ چې کوم وو، دا د ایوب خان وو، کوم چې President وو، چې هغه د عمان نه ګوادر په ډومره دغه اخستې وو اود هغې به مونږ پاکستان ته اوس فائده رارسی، د هغې نه پس څومره حکومتونه تیر شو، څومره خلق راغلل خو چاته د ګوادر یا د سی پیک مونږ خو نه ده اوریدلې، نه پاکستان اوریدلې ده او نه داسې څه خبره راغلې ده، په دیکښې چې مونږ د میاں صاحب، د نوازشریف شکریه نه ادا کوؤ نو مونږه د خپل پاکستان او د پاکستانی د خپل ملک دا نمائندګی، د دې حق مونږ نه ادا کوؤ، ځکه چې که موټروې میاں صاحب، جوړه کړې ده نو هم زمونږه هر مسلمان، هرپیپلز والا ته، پی ټی آئی والا ته او هر کس د هغې نه دا سوچ دومره شو چې په ګهنټه، دوه کښې اسلام آباد ته رسی اوپه ګهنټه، دوه کښې په دوه ګهنټو کښې واپس رارسی، دا سوچ چرته مخکښې نه وو چې څومره ترقی اوشوه او څومره مونږه مخکښې لاړو خو که دا مونږه د میاں صاحب، شکریه نه ادا کوؤ او د هغه دا سوچ چې مخکښې ئے موټروې راوستله او اوس ئے ورته د سی پیک غوندې پراجیکټ د 20 کروړ عوامو د پاره یو دومره ښکلې سوچ راوستو چې د هغې نه به مونږ ټولوته فائده شی او دا به یو روټ جوړ شی او راهداری او هر چاته د یو یو کس زمونږ به چې کوم دے ، د ټولې دنیا نه به ښه شو۔ دوئمه زه به په بجټ سائیډ ته بیا راشم چې په بجټ کښې چې کوم دے ، دا وائیلی شوی دی چې دا ادارې مونږ ته تباه حال ملاؤ شوے وے نو دې څلور کالو کښې دې حکومت هیڅ نه وو کړی، اوس خو څلور کاله تیر شو، پکارده چې دا تباه حال خو نه وے ، داخو اوس په ټهیک حالات کښې شوی دی، اوس خو مو خپل ځائے ، دا خو آخرنې بجټ دے چې دا اوس ښه په خپلو خپو ولاړ

وے او په پوزیشن باندې ولاړ وے او کارکردگی ئے کړے وه او هم په دې بجټ کښې مظفر سید صاحب وائی چې دا مونږ ته تباه حال کښې ملاؤ شو او مونږ به په دې باندې دا به مونږه ښه کوؤ کله به ئے ښه کوؤ، بل حکومت د پاره بل چې بیا دا خلق ووټ درکړی بیا به څلور کاله تیر شی، دوئمه په دیکښې د پرائمری سکولونو ذکر شوے دے چې دیکښې مفت کتابونه دی، وظیفې ورکړی شوی دی او دا کړی شوی دی، دا چاله، چا تر اوسه پورې ما په اسمبلی کوئسچن کښې سوال کړے وو چې د دې ماله ریکارډ راکړې شی، د هغې د ریکارډ تر اوسه پورې رانه غلو چې کوم ماشوم ته او چاته ملاویږی، اوس هم نن ورشئ چې دا په بجټ کښې وئیلې شوی دی چې دا گورنمنټ د پرائیویټ سکولونو نه ماشومان لاړل، په گورنمنټ سکولونو کښې هغوی غریبانانو سره خو چیئرز نشته، کرسئ نشته، په ټاټونو ناست دی، نه ورسره اوبه شته، نه ورسره باؤنډری وال شته، نن ئے هم هغه پوزیشن دے، هم هغه پوزیشن ئے دے چې کوم ئے مخکښې وو کنه، پخپله د هر بنده په خپله حلقه کښې وزټ اوکړی او بیا د یو پبلک سکول وزټ اوکړی نو تاسو ته به اندازه پوره راشی بیا مونږه چرته تر اوسه پورې سوچ هم اونه کړو چې هر څوک دې د خپل کور نه سټارټ شی، د هر چا پخپل کور کښې مونږه داسې هیڅ قانون سازی رانغله چې د چا په کور کښې د ماشومان کورونو کښې کارونه کوی، چرته چا په هغوی زړه اونه سوځولو، چا د هغوی د پاره قانون جوړ نه کړو چې دا ولې واړه واړه بچی د خلقو په کورونو کښې دی، په لارو باندې دی، په دیکښې کار کوی، د هغوی د پاره نه اوسه پورې څه قانون جوړ شو۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> *شکریہ۔پلیز ابھی ٹائم بھی ہے تو مظفر سید صاحب! آپ اپنی تیاری کریں تو دو منٹ میں آپ کو موقع دیتے ہیں، جی، وائنڈاپ کریں۔*

<u>*محترمہ ثوبیہ شاہد:*</u> څنگه سر؟ ښه سر، ما خو لا اوس سټارټ اخستې دے، څنگه وائنډاپ کړم نو که زه به درته شارټ کټ اووایم چې د پی ټی آئی حکومت راغلو، ستاسو بجټونو، هر بجټ کښې زمونږ دغه وو چې مونږ ته به خامخا په د کهیل په میدان کښې عمران خان یو کهلاړی وو، په 1992 کښې یو هغوی ورلډ کپ گټلې وو نو مونږله به څه نه څه په دې باره کښې، خو سوچ اوکړئ چې ښه ښه

سټیډیمز او کړو بلکه یو علان ئے کړی هم وو، جوړ Stadiums 47 به زه جوړوم خو تر اوسه پورې خو یو سټیډیم مونږه اونه کتلو، د چا د پاره هیڅ سوچ اونه کړلې شو چې دا دے، څه د کهیل میدان د اوشی، د دوئ د پاره څه اوشو، سر، زه خپله خبره ختموم۔۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی، شکریہ۔ مظفر سید صاحب! اچھا اعظم درانی صاحب! Please two minutes, two minutes please،آپ بیٹھ جائیں پلیز،ابھی بیٹھ جائیں،اعظم درانی صاحب پلیز۔

جناب اعظم خان درانی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں، پورے ایوان کو کہ پانچواں بجٹ پیش کیا گیا لیکن حکومتی ارکان اس کو Appreciate کریں گے اور اپوزیشن ارکان اس پر تنقید کریں گے، یہ حق بجانب ہے۔ جناب سپیکر! میں چند چیزیں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں جتنے بھی سکولز ہیں، 14-2013ء سے Start ہیں، اب تک وہ بن رہے ہیں، فنڈ کی کمی کی وجہ سے جب ہم بجٹ کو دیکھتے ہیں، شاہ فرمان کو ذرا بٹھائیں، ان کو وہ ذرا، ان کو، شاہ فرمان صاحب! ذرا بیٹھ جائیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ فرمان صاحب، شاہ فرمان صاحب بیٹھ جائیں آپ، آپ بیٹھ جائیں، آپ بیٹھ جائیں، جی۔

جناب اعظم خان درانی: دو باتیں آپ کیلئے کرتا ہوں، آپ نے کہا کہ جو چیز پوچھنی ہے تو وہ پڑھ کے ذرا پوچھا کریں، شاہ فرمان صاحب! 17-2016ء میں ایک سکیم تھی، 209 سیریل نمبر تھی، 160557 کوڈ نمبر تھا، اس میں، بعد میں دو نئی سکیمیں شامل ہوئیں، 211 پہ وہ آگئی تھیں، Construction rehabilitation water supply and sanitation of Khyber Pakhtunkhwa phase-II، وہ 2016ء سے لیکر 2017ء جون تک اسی طرح رہیں، میں سوچ رہا ہوں کہ یہ آپ کی غیر ذمہ داری ہے یا سیکرٹری صاحب کی کہ وہ فنانس کے ساتھ آپ لوگوں نے وہ Tackle نہیں کیا، Identification نہیں دی تو وہ سکیم 18-2017ء میں چلی گئی اور اب بھی وہ اسی نوعیت کی تھی، اسی نوعیت کی ہے، پہلے وہ پانچ ارب کی تھی، اب چار ارب روپے رہ گئے، اس میں دو ارب روپے ممبران کے درمیان Distribute ہوئے اور اس میں سے دو ارب اسی طرح پڑے ہیں، مہربانی کریں، جن اضلاع میں آپ نے کہا تھا کہ Need basis پہ، ٹانک، لکی، کرک، تورغر، ان کو شامل کریں، یہ اضلاع جن پہ

مہربان ہے تحریک انصاف کی گورنمنٹ، نوشہرہ اور یہ سب ایریا اس کو چھوڑ دیں، اس پہ ذرا غور کر دیں، جناب سپیکر! جب ہم بجٹ کو دیکھتے ہیں، بجٹ تقریر کو دیکھتے ہیں تو اس میں اربوں روپے پڑے رہتے ہیں لیکن جب میں نے حلف لیا تھا، پوائنٹ آف آرڈر پر تو جناب سپیکر! میں نے ایک برج کا ذکر کیا تھا، جب اکرم خان درانی سی ایم تھے، بج کوٹ اسد خان کا، اس میں ایک Damage تھا فلڈ کی وجہ سے تاحال نہیں بنا، اب تک وہ اسی طرح پڑا ہے اور بار بار جب ہم محکمے کے ساتھ بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ پیسے نہیں ہیں، جب بجٹ تقریر کو دیکھتے ہیں تو اربوں روپے ہیں تو ان سے ہم کیا معنیٰ اخذ کریں، آیا یہ صرف لفظوں کا ھیر پھیر ہے یا واقعی اس میں کچھ ہے؟ اس گورنمنٹ پر اس صوبے کے عوام نے تحریک انصاف پر جو اعتماد کیا تھا، جناب سپیکر! وہ ایک نعرہ تھا، کرپشن کا خاتمہ، منصفانہ تقسیم، شفافیت لیکن مجھے ایک چیز بھی نظر نہیں آرہی، آپ کو پتہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ ایک محکمہ کو Pressurize کیا جارہا ہے کہ ایک سکیم بنادے اور وہ نو 10 ارب روپے کی ہے اور خیبر بینک سے اور مزید بینکوں سے قرضہ لیا جائے، اس سکیم کو چالو کیا جائے، اس کیلئے وہ پیپر ورک بن رہا ہے اور بعد میں سی ایم صاحب کو اس پہ بریفنگ دیں گے جو صوبہ، آپ کی گورنمنٹ جو بھی قرضہ لیتی ہے، وہ پہلے ہاؤس میں لے کر آئیں، اس سکیم کو اگر وہ ضروری ہے تو اس کیلئے قرضہ لیں گے، ورنہ خدارا ایسا نہ کریں کہ اگر Next گورنمنٹ آئے گی تو یہ سارا اس پہ بوجھ ہوگا اور شاہ فرمان سے ہم امید رکھتے ہیں لیکن مشکل ہے، جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا لیکن جتنی بھی سکیمیں ہیں جو Ongoing ہیں، اگر وہ 2018ء تک آپ نے کمپلیٹ کرنی ہیں تو اس کو Fully funded کریں۔

<u>جناب سپیکر:</u> مظفر سید صاحب! جی، شاہ فرمان میرے خیال میں۔

<u>جناب شاہ فرمان (وزیر آبنوشی و محنت):</u> جناب سپیکر! بالکل درانی صاحب نے صحیح بات کی اور ان کو پتہ ہے، اس پالیسی کا ان کو پتہ ہے کہ ان پیسوں سے ہم اس ایریا میں مردان کا کوئی ایریا ہے، اس کے اندر بھی یہ مسئلہ ہے، خاص کر ساؤتھ کے اندر یہ مسئلہ زیادہ ہے اور یہ میری Commitment ہے کہ میں Personally جاؤں گا، اس Site کو دیکھوں گا، ادھر کھڑے ہو کر اعلان کروں گا اور باقی جو پیسے ہیں وہ آپ کے سامنے Need base م کے اوپر تقسیم ہوں گے، اس کے اوپر کوئی سیاست، کوئی پارٹی جس کا بھی حلقہ ہو وہ ان شاء اللہ آپ کے سامنے وہی پیسے تقسیم کریں گے جو آپ کے باقی ہے۔

<u>جناب سپیکر:</u> عاطف خان!

جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم وانرجی اینڈ پاور): شکریہ۔ جناب سپیکر صاحب! میں کچھ فگرز کا ذکر کروں گا، یہاں پہ چونکہ اکثر ممبران صاحبان اعتراض کر لیتے ہیں اور اگر اس پہ واپس کوئی Explanation نہیں دی جاتی، Clarification نہیں دی جاتی تو یہ Assume کیا جاتا ہے کہ یہ ٹھیک ہے اور میڈیا میں بھی پھر اسی طرح وہ چیزیں کوڈ ہوتی ہیں تو میں کچھ ممبران، اگر یہاں پہ بیٹھے ہوں تو ایجوکیشن کے حوالے سے ہماری جب حکومت بنی، اس وقت آخری بجٹ جو ہماری حکومت سے پہلے کا تھا تو وہ 64 بلین کا تھا اور ابھی جو ایجوکیشن کا بجٹ ہے وہ 136.194 بلین یہ ایلیمنٹری اینڈ سیکنڈری کا ہے تو آپ یہ اندازہ کریں کہ 64 سے بڑھ کے یہ تقریباً کوئی 137/136 ارب کے قریب پہنچ گیا ہے یہ 100 Percent increase سے زیادہ 110، 15 Percent اس کی Increase ہے، پھر اس کے علاوہ بہت سے یہاں پہ میں سنتا ہوں کہ جی ایک سکول نہیں بنا، ایک سکول نہیں بنا، یہ میرے پاس فگرز ہیں جو کہ نئے سکولز بنے ہیں اور وہ چار سو پچاس نئے سکولز بنے ہیں ابھی تک، اور ممبران صاحبان اٹھ کر کہتے ہیں کہ جی ایک بھی سکول نہیں بنا، مجھے پتہ نہیں کہ شاید ان کے حلقے میں کوئی ایسی بات ہو تو پھر جو بڑی بڑی چیزیں تھیں، جو اکثر مسئلہ آتا ہے کہ ایڈیشنل کلاس رومز کا Basic missing facilities کا، اس کا اگر میں آپ کو بتاؤں کہ صرف مثالیں دوں کہ 10 ہزار ایڈیشنل کلاس رومز بنائے گئے ہیں، 10 ہزار، 14 ہزار چار سو باؤنڈری والز بنائی گئیں ہیں، 17 ہزار تین سو 50 گروپ لیٹرینز بنائی گئیں ہیں، 10 ہزار پانچ سو 50 سکولوں کو Electrification دی گئی ہے، 13 ہزار چھ سو سکولوں میں Clean drinking water provide کیا گیا ہے، یہ ٹوٹل ملا کر 21 ارب روپے ان چیزوں پہ لگے ہیں، یہ ایک بہت بڑا، جو لوگ کہتے ہیں کہ میگا پراجیکٹ، میگا پراجیکٹ 21 ارب روپے اگر ہم ان چھوٹی چھوٹی چیزوں پہ نہ لگاتے تو ہو سکتا ہے کہ عام لوگوں کیلئے چھوٹی چیزیں جیسے سکول میں ٹائلٹ نہ ہونا، یا پینے کا صاف پانی نہ ہونا، لیکن ان بچوں کیلئے بہت بڑی چیز ہے تو یہ 21 ارب روپے ان چیزوں پہ لگے ہیں جو کہ میرے خیال میں تاریخ میں اگر پرانا ریکارڈ دیکھ لیں تو کچھ کروڑ روپے ہوتے تھے، سال کے 21 ارب روپے ان Basic missing facilities پہ لگ گئے ہیں، ابھی تک اسی طرح 40 ہزار ٹیچرز ریکروٹ ہو گئے ہیں اور ان شاء اللہ تقریباً کوئی 15 ہزار کے قریب مزید ہمارا یہ جولائی کا Onwards program ہے ریکروٹ کرنے کا، تو 55 ہزار نئے ٹیچرز بھرتی ہو جائیں گے، اس Tenure میں جو ہمارا تھوڑا رہتا بھی ہے، اس کے علاوہ 83 ہزار ٹیچرز کی ٹریننگ برٹش کونسل کے ساتھ تین مختلف چیزوں میں پہلی دفعہ Structure training ہو رہی

ہے، 56 کروڑ روپے اس پہ خرچہ آئے گا، اس کے علاوہ 13 سو 50 آئی ٹی لیبز بنائی گئی ہیں جو State of the Art بالکل Latest IT labs ہیں، 13 سو 50 سکولوں میں یہ آئی ٹی لیبز بنائی گئی ہیں اور ملک کا پہلا صوبہ کیا بلکہ پاکستان کا، میرے خیال میں پھر مجھے کسی نے بتایا کہ شاید سندھ میں بھی ایک بنا ہے، لیکن پہلا گرلز کیڈٹ کالج بنا ہے، پاکستان کا میرے خیال کے مطابق لیکن بہر حال یا پہلا ہو یا دوسرا ہو، پھر بھی ایک Achievement ہے، پھر اس میں، سکولز میں پلے ایریا نہیں ہوتا تھا، پرائمری سکولز میں پلے ایریا نہیں ہوتا تھا، ساڑھے سات ہزار میں بن گیا ہے اور ان شاء اللہ 10 ہزر تک ہم نے لے کے جانا ہے، ان 10 ہزار سکولوں میں ہم نے پلے ایریا بنایا ہے پرائمری سکولز میں، پھر جو ایک لاکھ اور 50 ہزار دونوں سائیڈوں پہ سزا اور جزا کا دونوں سائیڈوں پہ سزا بھی دی گئی ہے، ہزاروں ٹیچرز کے خلاف انکوائری بھی کی گئی ہے، ایکشن بھی لیا گیا ہے، کوئی 19 کروڑ روپے ان سے تنخواہوں میں سے کاٹے گئے ہیں لیکن ساتھ ساتھ جو اچھے Performing teachers ہیں، Best performing teachers اور پرنسپلز، ان کو ایک ایک لاکھ روپے اور پچاس پچاس ہزار روپے دیئے گئے ہیں تقریباً، کوئی فگرز میرے پاس اس وقت نہیں ہے کہ کتنے ٹیچرز کو دیا گیا ہے۔ چار ارب روپے کا فرنیچر Provide کیا گیا ہے، یہ 14 لاکھ بچوں کو کرسیاں Provide کی گئی ہیں جو پہلے زمین پہ بیٹھ کر پڑھتے تھے، 14 لاکھ بچے ابھی کرسی پہ بیٹھ کے پڑھتے ہیں اور ان شاء اللہ یہ آنے والے سال میں تین ارب روپے کا ہم مزید فرنیچر Provide کریں گے تو یہ جو کہ ہمارے Estimates تھے کہ کتنی کرسیاں کم ہیں، 21 لاکھ تو اگر 100 پرسنٹ نہ ہوئی تو میرے خیال میں ان شاء اللہ تقریباً 99 پرسنٹ تک وہ کرسیاں بھی ان کو مل جائیں گی، پھر جو بچوں کیلئے ڈرائنگ کی بکس ہیں وہ پرائمری میں نہیں ملتی تھیں، وہ پہلی دفعہ ہم نے 51 لاکھ بکس دی ہیں پرائمری کے بچوں کو، اور اس طرح کافی چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں جو کہ یہاں پہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ کچھ نہیں ہوا ہے، تو ٹھیک ہے میں یہ نہیں کہتا کہ 100 پرسنٹ ہوا ہے، ہو سکتا ہے 70 تا 80 پرسنت تک کام ہوا ہو، مزید بھی ان شاء اللہ تعالیٰ امید ہے ہوگا اور اس میں ایک فگر جو پرسوں بابک صاحب نے بھی ذکر کیا کہ ایک لاکھ 51 ہزار پہلے سال، اس سال سے پچھلے سال 34 ہزار بچے پرائیویٹ سکولوں سے Migrate ہو کر سرکاری سکولوں میں آئے تھے اور ٹوٹل اس دفعہ پچھلے سال کے اور اس سال کو ملا کر ایک لاکھ 51 ہزار ہیں، اس کی لسٹ ہمارے پاس ہے وہ ہم Provide کر دیں گے اور اگر اس میں کہیں جھوٹ ہے، میں نے بار بار ڈیپارٹمنٹ کو یہ کہا ہے کہ اگر اس میں کوئی جھوٹ ہے تو ہمیں جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے، اگر ایک لاکھ بچے

بھی آئے ہیں تو یہ بھی کافی ہے، ایک لاکھ 10 ہزار بولنے کی ضرورت نہیں ہے، ایک لاکھ 20 ہزار بولنے کی ضرورت نہیں ہے، اگر کہیں پہ غلطی ہے اور اگر جان بوجھ کر کسی نے غلط فگر دی ہے تو وہ Kindly ہمارے ساتھ Cooperate کریں، اس کے خلاف ضرور ایکشن لیا جائے گا، کیونکہ ہم نے کسی کو یہ نہیں کہا کہ آپ ہمیں جھوٹ کی فگر دیں، جو Actual ہے وہی ہمیں دیں، اگر جھوٹ کی فگر ہمیں دی جاتی ہے تو اس کے خلاف ضرور کاروائی ہوگی، اسی طرح میں باقی ڈیٹیل میں نہیں جاؤں گا، کافی ساری چیزیں ہیں لیکن بہتری ضرور آئی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ 100 پرسنٹ سب کچھ ٹھیک ہو گیا، انرجی اینڈ پاور کے حوالے سے اعتراضات اٹھے ہیں، ہم سے پہلے جو گورنمنٹ میں 56 میگاواٹ ٹوٹل Initiate ہوئے تھے اور ابھی تک ہم نے جو Initiate کئے ہیں، جس پہ Practically کام شروع ہے اور وہ 214 میگاواٹ ہے، پھر ایک 300 میگاواٹ کا اے ڈی پی کے تعاون سے انہوں نے Commitment کی ہے، تین سو میگاواٹ کا وہ ان شاء اللہ ایگریمنٹ جلدی سے ہو جائے گا، چھ سو 68 میگاواٹ کا، ایسا پرائیویٹ سیکٹر میں جو کہ تاریخ میں پہلے کبھی نہیں ہوا، یہ ڈیڑھ ارب ڈالر کی انویسٹمنٹ ہے، ان کے ساتھ ایگریمنٹ ہونے جا رہا ہے، ان شاء اللہ Next month ان کے ساتھ ایگریمنٹ ہو جائے گا اور ایف ڈبلیو او کے ساتھ ہمارا ایگریمنٹ ہوا ہے، پانچ سو چھ میگاواٹ کا جس پہ کام شروع ہو جائے گا، باقی یہ ٹوٹل اگر ملا لیں، یہ تقریباً دو ہزار ایک سو 50 میگاواٹ کے ہیں، جس پہ ان شاء اللہ کسی نہ کسی سٹیج پہ اس سال کام شروع ہو گا اور دو سال بعد یا تین سال بعد یا چار سال بعد ان شاء اللہ تعالیٰ یہ مکمل ہو جائیں گے، کیونکہ Obviously اس پہ ٹائم بہت لگتا ہے، اس پر اربوں روپے کی انویسٹمنٹ ہے، تو ظاہری بات ہے اس پہ ٹائم بہت لگتا ہے، تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس پہ ہماری امید ہے کہ اس وقت اگر کام Slow لگ رہا ہے لیکن اس سال میں دو سال میں آپ کو لگے گا کہ بہت زیادہ پراجیکٹس شروع ہوئے ہیں اور ہمارے صوبے کی مین جو سورس آف انکم ہے، وہ یہی پراجیکٹس ہوں گے ان شاء اللہ تعالیٰ، جس سے ہم ہیلتھ پہ، ایجوکیشن پہ، سڑکوں پہ، لاء اینڈ آرڈر پہ، ہر جگہ پہ لگا سکیں گے لیکن مین ہمارا سورس آف انکم یہی ہو گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ بہت شکریہ۔

(تالیاں)

<u>جناب سپیکر:</u> شہرام خان پلیز! فنانس منسٹر کل تقریر کر لیں گے۔

<u>جناب شہرام خان {سینیئر (وزیر صحت و انفارمیشن ٹیکنالوجی)}:</u> شکریہ۔ جناب سپیکر! ممبران پارلیمنٹ کی آج تعداد کم ہے لیکن ہیلتھ کے حوالے سے دو تین ایشوز جو انہوں ڈسکس کئے، ایک تو یہ ہے کہ

اگر ہیلتھ کا بجٹ دیکھا جائے تو پچھلے سال کے نسبت 20 پرسنٹ اس میں Increase آیا ہے، Overall جو تحریک انصاف کی حکومت آئی تھی تو اس وقت ہیلتھ کا بجٹ تھا 18 ارب روپے، جس میں 10 ارب تقریباً گرنٹ سائٹ پہ تھے، 8 ارب روپے تقریباً Development side پہ تھے، آج وہی بجٹ الحمد للہ تقریباً 66 ارب روپے پہ پہنچ گیا ہے، پچھلے چار سالوں میں پانچواں بجٹ ہے جو کہ ساتھ آپ کے بجٹ میں بھی آیا ہے، Overall بجٹ کا سائز جو 306 بلین ہے، اس میں 11 پرسنٹ ہے ہیلتھ کا بجٹ ہے، آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ مختلف ممبرز نے ڈسکشن کی کہ صحت انصاف کارڈ جس پہ شاہ فرمان نے بات بھی کی کہ ایک ایسا منصوبہ ہے جس کو تحریک انصاف کی کولیشن گورنمنٹ نے اور اس حکومت نے اس کو سٹارٹ کیا، 18 لاکھ فیمیلیز کو یہ کارڈز دینے تھے، جس میں سے تقریباً 14 لاکھ سے اوپر لوگوں کو اب یہ کارڈ دیئے جا چکے ہیں، باقی پراسس میں ہیں اور اس سال کے بجٹ میں وہی نمبر ہم نے چھ لاکھ پہ کر دیئے تو 24 لاکھ لوگوں کو یہ کارڈز ملیں گے، ٹوٹل نمبر جب آپ خیبر پختونخوا میں اس کو Calculate کرتے ہیں 8 پہ تو ایک کروڑ 92 لاکھ لوگوں کو صحت انصاف کارڈ ملیں گے، ان شاء اللہ اس سال جو کہ 69 پرسنت پاپولیشن ہے خیبر پختونخوا کی، Almost seventy کو ٹچ کرتی ہے، Sixty nine point something پہ یہ پہنچ جاتی ہے اور یہ وہ فگر ہے جس جگہ پہ ہم ٹچ کر رہے ہیں، جن کی انکم دو ڈالر سے کم ہے ان تمام لوگوں کو یہ ٹچ کرے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ اپوزیشن کی اگر بات کی جائے، اس سال کیلئے تقریباً کوئی تین ارب روپے ہم نے، یہ جو ہمارے جتنے بھی ہاسپٹلز ہیں، جو کمپلیٹ ہو رہے ہیں ان کے Equipments ہم ان کو دے رہے ہیں، 12 ارب روپے جس طرح چیف منسٹر صاحب نے کہا کہ ہمیں شارٹ فال ہے کہ جو بڑے بڑے ہاسپٹلز ہیں ان کو، ان کیلئے ہم کہیں سے بندوبست کر رہے ہیں تاکہ ہسپتالوں کو Full equiped کر سکیں، لیکن Periphery میں جتنے ہسپتال ہیں، جو تیار ہو رہے ہیں، ان سب کو ہم Equiped کر رہے ہیں اور جو بڑے ہیں ان کیلئے کچھ پیسے رکھے گئے ہیں، باقیوں کیلئے بھی پیسوں کا بندوبست کر رہے ہیں، یہ رواں مالی سال جو ابھی چل رہا ہے، تقریباً 15 ہزار ایک پوزیشنز، چار ہزار دوسری پوزیشنز، اس موجودہ سال میں ہم نے ہیلتھ کیلئے ڈاکٹرز، پیرامیڈیکس، نرسز کی ہم نے Create کی ہیں۔ تاریخ میں پہلی دفعہ آپ کے صوبے کے اضلاع میں ان بی ایچ یوز میں ڈاکٹر ملیں گے، جہاں پہ آج تک کبھی ڈاکٹر گیا نہیں ہے، ایک خواب تھا، یہ اس حکومت کا کارنامہ ہے الحمد للہ۔ اس سال 14 سو، 11 سو پوزیشنز ہم نے ایڈورٹائز کی ہیں جو کہ دی جائیں گی لیکن میں ایک بات کہتا چلوں کہ ایم پی ایز صاحبان نے تھوڑی دیر پہلے ایک بات کی اور

اکثر اسمبلی میں یہ Question raise ہوتا ہے، کبھی ایک ایم پی اے صاحب، کبھی Continuously دوسرا، سنی سنائی باتوں پہ وہ بات کر لیتے ہیں کہ ایم ٹی آئی ایکٹ کے اور اس کے بی او جی ممبر پر بات کرتے ہیں، خصوصاً ایک فرد پہ بات کرتے ہیں یا دو پہ بات کرتے ہیں، میں فلور آف دی ہاؤس بڑا Clearly یہ کہہ رہا ہوں کہ جن صاحب کا ذکر ہوا، نگہت اور کزئی صاحبہ نہیں ہیں، انہوں نے بڑی دھواں دھار تقریر بھی کی کہ جی ایک بندہ برکی صاحب ہے اور وہ پیسے لیتا ہے اور امریکہ سے آتا ہے، ہم حیران ہیں کہ With facts چیک کئے بغیر اسمبلی کے فلور پہ کسی پہ الزام لگانا، اگر کل کو کوئی ایک بندہ اٹھ کے کسی دوسرے ایم پی اے پہ الزام لگائے کہ جی یہ فلاں ایم پی اے یہ کام کر رہا ہے اور حقیقت دیکھی نہیں ہے کہ حقیقت میں اس ایم پی اے بیچارے نے کچھ نہیں کیا ہو گا۔ اسی طرح جس طرح اس ہاؤس میں ہر ایم پی اے کی ایک عزت ہے، اسی طرح اس صوبے میں جو باقی لوگ ہیں ان کی بھی ایک عزت ہے، ان کا بھی ایک رتبہ ہے، ان کا ایک Statice ہے، ان کی ایک Credibility ہے، اس نے دنیا میں اپنا نام بنایا ہے، ایک بندہ کیسے اٹھ کے دوسرے پہ الزام لگا سکتا ہے کہ جی وہ آتا ہے، کروڑوں روپے اس کو ملتے ہیں، تنخواہ لیتا ہے، کبھی پیچھے چیک ہی نہیں کیا کہ وہ اپنے ٹکٹ سے پاکستان آتا ہے، اپنے ٹکٹ سے وہ کیا کہتے ہیں گاڑی میں آتا ہے، اپنے پیسوں سے ہوٹل میں رہتا ہے اور خیبر پختونخوا کے لوگوں کیلئے وہ سروس دیتا ہے، تو میرے خیال سے کسی پہ الزام لگانے سے پہلے Fact چیک کرنا بہت ضروری ہے۔ ہاں اس طرح کے ایسے لوگ ہیں جو نہیں چاہتے کہ سسٹم میں بہتری ہو، وہ اس طرح کے لوگوں پہ انگلیاں اٹھاتے ہیں کہ جی اس کی یہ پالیسی غلط ہے، اس کی وہ پالیسی غلط ہے، ہم انسان ہیں، 10 چیزیں ٹھیک کریں گے تو ایک غلط بھی ہو سکتی ہے، لیکن اس کے Character پہ، اس کی Credibility پہ، اس کے نالج پہ اور اس کی خدمات پہ خیبر پختونخوا کیلئے کوئی شک نہیں ہے اور اس کیلئے میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں (تالیاں) ڈاکٹر برکی کو اور اس کے باقی بورڈ ممبر جتنے بھی ہیں کہ جو مفت کام کر رہے ہیں اس صوبے کے عوام کیلئے، تو Instead کہ ہم ان کا شکریہ ادا کریں، ہم ان پہ الزام لگائیں، یہ مناسب نہیں ہے۔ معزز خاتون نہیں ہیں، میری سب ایم پی اے صاحبان سے بھی یہ ریکویسٹ ہو گی کہ ہر بندے کا خیال رکھا جائے اور آخر میں بات ختم کرتا ہوں، لیکن یہ Issue resolve ہونا چاہیئے اور Once for all ہونا چاہیئے اور کسی کو اگر اعتراض ہے، میرے ساتھ بیٹھ جائے، ہم اس کے ساتھ فیکٹ شئیر کریں گے۔ شکریہ جی۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: سوری، ایک تو یہ ہے کہ فنانس منسٹر صاحب! آپ کل سپیچ کر لیں گے تاکہ ہمارے اپوزیشن کے تمام معزز اراکین بھی Available ہوں، تو آپ پہلے آئیے گا تاکہ کل آپ انشاء اللہ کر لیں گے اور یہ بنگش صاحب کا کوئی ایشو ہے، شہرام خان! وہ یو این ایچ سی آر کا تو آپ جو ہے نا، اس کو چیک کر لیں، آپ ان سے مل لیں، ان کے ساتھ ڈسکس کر لیں کہ جو ایشو ہے وہ کر لیں تو ان شاء اللہ کل دو بجے تک کیلئے ایڈجرن کرتے ہیں۔

(اجلاس بروز منگل مورخہ 13 جون 2017ء بعداز دوپہر دو بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)